فروری ۱۹۸۸ء

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ایڈیٹر
عبدالسمیع خان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ **خالد** ربوہ

تبلیغ ۱۳۶۷ ہش

فروری ۱۹۸۸ء

جلد ۳۵ شمارہ ۲

قیمت:-

ماہانہ: ۲ روپے ۵۰ پیسے: سالانہ: ۲۵ روپے

ایڈیٹر

عبدالسمیع خان

اس شمارہ میں!

اس کے علاوہ

اور

بہت کچھ

پبلشر: مبارک احمد خالد؛ پرنٹر: قاضی منیر احمد؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی - ربوہ

اداریہ

نئی تاریخ!

امسال ماہ فروری ہمارے لئے دو بڑی خوشیاں لے کر آ رہا ہے۔ ایک کا تعلق تو اس عظیم المرتبت آسمانی نشان کے ساتھ ہے جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دعاؤں کی بدولت ظاہر ہوا۔ وہ ۲۰/فروری کا مبارک دن تھا جب خدا نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ایک غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل بیٹے کی بشارت دی۔ جس کے سر پر خدا کا سایہ تھا اور جس کے لئے جلد جلد بڑھنا مقدر کیا گیا تھا۔

وہ فرزند دلبند گرامی ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کے پاک وجود میں جلوہ گر ہوا۔ وہ محض ایک تاریخ ساز وجود نہیں تھا اپنی ذات میں ایک تاریخ تھا۔ اس نے اپنے ولولہ انگیز کردار سے دنیا کے پردے پر ایک نئی تاریخ کے نقوش ابھارے جس میں زمانہ ماضی کی الجھی اور پیچیدہ داستانوں سے صداقتوں اور حقائق کی کشید بھی ہے زمانہ حال کے دھارے موڑنے کے لئے انقلابی پیغام بھی ہے اور مستقبل کے دھندلکوں میں دور تک جھانک کر دنیا کو اس کی ہولناکیوں سے بچانے اور جگمگاتے قمقموں سے منور کرنے کے لئے رہنما اصولوں کا تحفہ بھی ہے آسمان کے تارے توڑ لانا ایک محاورہ ہے مگر مصلح موعود نے تو دنیا کے آسمان پر کبھی نہ غروب ہونے والے نجوم و کواکب طلوع کئے ہیں جن کی روشنی کبھی ماند نہیں پڑے گی۔ جو تہہ در تہہ ظلمتوں اور تاریکیوں میں بھی اہل عالم کے لئے مشعل نور ثابت ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

ان درخشاں اور تاباں ستاروں کی ایک کہکشاں کا نام خدام الاحمدیہ ہے جو حضرت مصلح موعود نے احمدیت کے ذریعہ قائم ہونے والی نئی زمین اور نئے آسمان کو عطا کی۔ اپنی قوت قدسیہ سے پہلے تو ان دلوں کو احمدیت کے نور سے منور کیا اور پھر ان دُرِ منثورہ کو وحدت کی لڑی میں پرو کر محفل انجم بنا دیا جس کی روشنی سے تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور مردوں کو نئی زندگی عطا ہوتی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی داغ بیل حضرت مصلح موعود نے ۴/فروری ۱۹۳۸ء کو ڈالی تھی جس پر ۵۰ سال گزر رہے ہیں۔ یقیناً یہ بھی ایک خوشی کا موقع ہے۔ دنیا کی نظر میں یہ ایک کمزور اور بے حیثیت بیج تھا جو اب ایک گھنا سایہ دار درخت بن چکا ہے۔ ایک قطرہ تھا جسے خدا کی تقدیر نے ایک دریائے رواں بنا دیا ہے جو نئی نئی زمینوں کو دین حق کی خاطر سیراب کرتا اور زرخیز بناتا ہے۔ اور پھر وہاں سے حق و حکمت کے نئے چشمے پھوٹتے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ روحانی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہونے کے بعد دنیا کی بے لوث خدمت سے عبارت

ہے۔ یہ اخلاق اور محبّت سے دلوں کی فتح کا ایک پروگرام ہے۔ ایک ایسا درختِ نوبہار ہے جس پر اذنِ الٰہی سے جان و مال، وقت، عزّت اور اولاد ہر قسم کی قربانیوں کے عطر بیز پھول کھلتے ہیں۔ جن کی خوشبو دُور دُور تک محسوس کی جاتی ہے۔ اور پھر یہ پھول رحمتِ باری سے پیوند پاکر شیریں اور لذّت بھرے پھلوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

دُنیا کی زمام جن نوجوانوں کے ہاتھ جلد یا بدیر منتقل ہونے والی ہے آج کی دُنیا ان سے خوفزدہ ہے۔ بدامنی، بے چینی اور بے راہ روی کے عفریت مستقبل کے قائدین کو اپنے چنگل میں جکڑتے چلے جا رہے ہیں اور مفر کا کوئی رستہ نظر نہیں آتا۔ مگر احمدی نوجوان انسانیت کے لئے امید کا ایک چمکتا ہُوا پیغام ہے۔ اس سے دُنیا کو کوئی خطرہ نہیں۔ یہ تو امن اور محبّت کا نقیب ہے۔ اعلیٰ مذہبی اور روحانی اقدار کا سفیر ہے۔ دُنیا کا روشن مستقبل اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ نے پچھلے پچاس سالوں میں اپنے امام کی رہنمائی میں تاریخ عالم کے نئے ابواب رقم کئے ہیں اور آئندہ بھی انہی خطوط پر تاریک راہوں کو منور کرتی چلی جائے گی۔

اس لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی آئندہ تاریخ وہ نہیں ہوگی جو آج ایک مادہ پرست کی آنکھ سے نظر آتی ہے۔ یہ ہلاکتوں اور بربادیوں کی نہیں زندگی بخش اور حیات آفریں تاریخ ہوگی۔ یہ نفرتوں کی نہیں محبّتوں کی تاریخ ہوگی یہ دُکھوں اور مصائب کی نہیں امن و آشتی کی تاریخ ہوگی۔ یہ ظلمتوں اور بدیوں کی نہیں نور اور نیکیوں کی تاریخ ہوگی اور ایک عظیم الشان قابلِ صد رشک معاشرہ اور منظر وقوع پذیر ہوگا۔

اور اس نئی تاریخ اور نئی دنیا کے قیام میں ایک بہت بڑا حصّہ خدام الاحمدیہ کا ہوگا۔ اور سینکڑوں سال بعد آنے والے بھی اس نور اور حرارت کو محسوس کر کے اسے خراجِ تحسین ادا کریں گے اور اس کے مقدس بانی کیلئے دُعاؤں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہے گا۔ انشاء اللہ

قطعات

جناب سعید احمد اعجاز

غمِ سُود و زیاں رکھتا ہے تجھ کو
تُو ورنہ طائرِ سدرہ نشیں ہے

اسیرِ چار سُو پابستۂ خاک
تری پرواز کے نیچے ہیں افلاک

حریمِ رُوح سے یا آسماں سے
صدائے دوست سے کرتا ہوں محسوس

صدائے دوست آتی ہے کہاں سے
جہاں اِک اَور ہے مضمر جہاں سے

مقامِ عظمتِ بیعت کو سمجھو
یہ دُنیا اپنے رستے سے ہٹا دو

تمہارے ہاتھ پر دستِ خدا ہے
تمہارا اب خدا سے واسطہ ہے
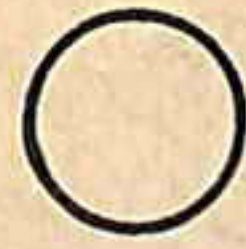
بیادِ مُصلح مَوعُود

جناب ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پرویز پروازی سے

زمیں زمیں اسے ڈھونڈوں فلک فلک دیکھوں
بشر بشر اسے چاہوں ملک ملک دیکھوں

صدف صدف اسے رولوں قلم قلم لکھوں
میں اشک اشک اسے روؤں پلک پلک دیکھوں

میں پھول پھول اسے سونگھوں میں خار خار پھروں
حسیں حسیں اسے جھانکوں جھلک جھلک دیکھوں

میں ذہن ذہن اسے سوچوں خلش خلش جھیلوں
میں جام جام اسے چھلکوں چھلک چھلک دیکھوں

ورق ورق اسے پلٹوں نفس نفس چوموں
میں چشم چشم اسے ڈھلکوں ڈھلک ڈھلک دیکھوں

وہ اپنے وقت پہ آیا تھا اب نہ آئے گا
اب اس کی راہ قیامت تلک دیکھوں

ممکن نہیں محمود تجھے دل سے بھلا دینا

یادوں کا چمن

سیدنا حضرت مصلح موعود کے متعلق احباب جماعت کی یہ دلکش اور رُوح پرور یادیں ہم مجلس علمی جامعہ احمدیہ کے شکریہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

★ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں

انسانی زندگی کے بے شمار پہلو ہوتے ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود تو جامع صفاتِ حسنہ تھے۔ اس عاجز کو حضرت مصلح موعود کے ساتھ ایک لمبا وقت گزارنے کی جو سعادت حاصل ہوئی وہ تو ایک طویل داستان ہے میں صرف ایک پہلو پر اپنے ذاتی تاثرات بیان کرتا ہوں یعنی تربیتِ اولاد۔

میری عمر ابھی بہت چھوٹی تھی جبکہ میرا تاثر تھا کہ حضرت مصلح موعود ...... کو اپنے بچوں کی خاص تربیت کا بہت خیال تھا۔ اگرچہ آپ کے روز و شب دین کی خدمت اور جماعت کی تربیت میں گزرتے تھے پھر بھی جو تھوڑا سا وقت آپ کا اولاد کے ساتھ گزرتا تھا اس میں آپ ہر پہلو سے ان کی تربیت فرماتے تھے۔ اور تربیت کا انداز بھی ایسا تھا کہ سختی اور مار پیٹ ہرگز نہ تھی مگر آپ بڑی کڑی نظر رکھتے۔ ہاں اگر کوئی بچہ آپ کے کسی حکم کو واضح نظر انداز کرتا تھا تو آپ سزا بھی دیتے تھے۔

آپ کو خاص طور پر اس بات کا بے حد فکر تھا کہ آپ کے لڑکے نماز باجماعت ادا کریں۔ نمازوں کے اوقات میں حضرت مصلح موعود جب بھی بیت المبارک کی طرف تشریف لے جاتے اور یہ عاجز (جس کی اُس وقت عمر سات آٹھ سال کی تھی) اپنی والدہ حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ کے صحن یا کمرے میں ہوتا تو حضرت مصلح موعود اپنی نیم وا آنکھوں سے دیکھتے اور صرف اتنا فرماتے کہ میں نماز پڑھانے جا رہا ہوں۔ خاکسار جواباً عرض کرتا کہ میں بھی تیار ہوں اور پھر بیت المبارک چلا جاتا۔ کم عمری میں بعض اوقات خاکسار کو دھیان نہ رہتا

اور بیت المبارک میں نماز ادا کرنے نہ جاتا تو جب حضرت مصلح موعود نماز باجماعت کے بعد سیّدہ امّ ناصر صاحبہ کے صحن سے گزرتے اور مجھے دیکھتے تو فرماتے کہ میں نماز پڑھا کر آرہا ہوں تم نماز باجماعت میں کیوں شامل نہیں ہوئے۔ اتنا فرماتے اور گزر جاتے اور خاکسار کے دل میں اس قدر ندامت ہوتی کہ پھر نماز کے اوقات کو یاد رکھتا۔

نماز باجماعت کے سلسلہ میں ایک بڑی واضح بات خاکسار کو یاد ہے۔ غالباً ۱۹۴۴ء کا واقعہ ہے گرمیوں میں حضرت مصلح موعود پالم پور پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے وہاں جو جگہ رہائش کے لیے کرایہ پر لی گئی تھی وہ ایک بیرک نما عمارت تھی۔ اس کے سامنے ایک چھوٹا سا برآمدہ بھی تھا۔ اس عمارت کے ۵ یا چھ کمرے حضور نے اپنے اہل خانہ کے لیے رکھے۔ اُن سے ملحق دو کمرے اپنے لڑکوں کے لیے رکھے۔ ان سے ملحق ایک کمرہ نماز باجماعت کیلئے تھا۔ پھر چند کمرے حضور کے دفتر کے کارکنان کے لیے تھے۔ اُس وقت یہ عاجز ٹائیفائیڈ بخار سے کافی بیمار تھا ٹمپریچر ۱۰۵°F تک ہو جاتا تھا۔ حضور جب بھی نماز پڑھانے جاتے تو واپسی پر ازراہِ شفقت اِس عاجز کے کمرے میں تشریف لاتے اور کچھ دیر ٹھہر کر خاکسار کا حال دریافت فرماتے۔ ان دنوں میں کرنل نصراللہ خان صاحب (جو محترم چوہدری ظفراللہ خان صاحب مرحوم کے برادرِ نسبتی ہیں) پالم پور آئے ہوئے تھے۔ ایک دن وہ میری مزاج پُرسی کے لیے آئے ہوئے تھے کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود ظہر کی نماز پڑھانے کے لیے میرے کمرے کے سامنے سے گزرے اور نماز سے فارغ ہو کر واپسی پر میرے کمرے میں تشریف لائے اور جب مکرم کرنل نصراللہ خان صاحب کو وہاں دیکھا تو فرمانے لگے کہ تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں نماز پڑھانے جا رہا ہوں تو تم کیوں نماز باجماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ اس پر کرنل نصراللہ خان صاحب نے جواب دیا کہ حضور! میرے کپڑے مناسب نہ تھے۔ (انہوں نے اُس وقت نکر پہن رکھی تھی اور گھٹنے ننگے تھے) کرنل نصراللہ خان صاحب کے اس جواب پر حضور کے لہجہ میں کچھ سختی اور کچھ صدمہ تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر باجماعت نماز شروع ہو جائے تو تمہارے کپڑے خواہ نجاست سے لت پت کیوں نہ ہوں تم اسی حالت میں باجماعت نماز میں شامل ہو جاؤ۔ اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں پر ادبار ہی تب آیا جب انہوں نے نماز باجماعت کی اہمیت کو نظرانداز کر دیا۔ یہ کہہ کر حضور تشریف لے گئے۔ اس واقعہ سے نماز باجماعت (سوائے اشد معذوری کے) کی کس قدر اہمیت پتہ لگتی ہے۔ کاش ہماری نسلیں اس اہمیت کو دل سے پہچان جائیں۔ اور اس پر عمل کریں۔

حضرت مصلح موعود کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ آپ بہت ہی سادہ زندگی گزارتے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کو سب کچھ دیا تھا آپ اپنی اولاد کو بھی سادہ زندگی گزارتے دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ قناعت کے ہر پہلو پر سختی سے کاربند تھے اور اپنی اولاد کو بھی پوری طرح قناعت پر عامل دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کا ایک واقعہ تو مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ حضرت امّاں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کا طریق تھا کہ جب کھانا کھانے بیٹھتیں تو اگر خاندان کا کوئی بچہ قریب ہوتا تو اس کو بھی بلا کر ساتھ بٹھا لیتیں۔ حضرت امّاں جان کی اکیلی جان تھی صرف ایک یا دو قسم کا کھانا ہوتا مگر ہوتا اچھی قسم کا تھا۔ ایک دفعہ حضرت

امّاں جان نے اس عاجز کو بلا لیا کہ ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں۔ اس اثناء میں حضرت مصلح موعود کا گزر کمرے کے سامنے سے ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھا، چہرے پر چند شکن پڑے اور چلے گئے۔ بعد میں مجھے بلا کر کہا کہ تم حضرت اماں جان کے ساتھ کھانا کیوں کھاتے ہو مجھے صرف اس لئے کہ وہاں کھانا اچھی قسم کا ہوتا ہے۔ امّاں جان میری والدہ ہیں مگر تم اس لئے ان کے ساتھ کھانے بیٹھے کہ کھانا اچھا ہوگا۔ آئندہ تم نے وہاں کھانا نہیں کھانا جو بھی اچھا خراب امّ ناصر یعنی تمہاری والدہ کے گھر میں پکے وہی کھانا ہے اور قناعت کرنی ہے۔

حضرت مصلح موعود کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ بچے اگر کہیں باہر جانا چاہیں تو حضور سے اجازت لے کر جائیں۔ ایک دفعہ حضرت عمو صاحب (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب) نے خاکسار اور بھائی مبارک احمد سے کہا کہ میں لاہور جا رہا ہوں نہر تک تم دونوں میرے ساتھ چلو نہر سے ایک تانگہ واپس آئے گا تم اس میں آجانا اور میں ایک بڑی عمر کا مرد تمہارے ساتھ کر دونگا۔ ہم نے حامی بھر لی اور حضرت ابا جان سے اجازت حاصل نہ کی۔ ہمارے جانے کے بعد ہماری ڈھنڈیا پڑی کہ کہاں گئے اور کافی شور اور گھبراہٹ پیدا ہوگئی۔ ہم جب واپس لوٹے تو حضور نے ہم دونوں کو بلایا کہ تم کس کی اجازت سے اور کیوں گئے تھے۔ ہم دونوں جواب کیا دیتے خاموش ہو رہے۔ اس وقت خاکسار کی عمر چھ سال کے لگ بھگ تھی اور بھائی مبارک احمد کی دس گیارہ سال۔ جب ہم خاموش رہے تو حضرت مصلح موعود نے خاکسار کو حضرت امی جان کے گھر کے دالان کے کونے میں دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا کر دیا اور بھائی مبارک احمد کی پنڈلیوں پر اپنی چھڑی سے چند ضربیں لگائیں اور ہمیں آئندہ کے لئے سبق حاصل ہوگیا۔

حضرت مصلح موعود اپنے چھوٹے سے چھوٹے بچے میں بھی وقار اور اوصاف حمیدہ دیکھنا چاہتے تھے جب کبھی ننگے سر (خواہ گھر میں ہی ہوں) دیکھتے تو آرام سے نصیحت کرتے کہ بزرگوں کے سامنے ننگے سر نہیں جاتے۔ جب پہلی بار مجھے کہا تو اس کے بعد سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں کبھی بھی حضور کے سامنے ننگے سر نہیں گیا۔

جب بچے کچھ شعور کو پہنچتے تو حضور ان کو ۵/- روپے ماہانہ جیب خرچ دیا کرتے اور ہمیں اسی میں سے اپنے کپڑے وغیرہ بنوانے ہوتے۔ ایک دفعہ میرا دل چاہا کہ میں نصف آستینوں کی قمیص سلواؤں۔ چنانچہ جب قمیص سل کر آئی اور میں نے پہنی تو اس دن حضرت مصلح موعود کی باری میری والدہ سیدہ امّ ناصر صاحبہ کے گھر تھی۔ اور حضور کا دستور تھا کہ جس زوجہ محترمہ کے گھر باری ہوتی کھانا ان کے اور ان کے بچوں کے ساتھ کھاتے۔ چوکی پر کھانا رکھ کر اردگرد زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا تھا۔ چوکی کے لمبے رخ پر حضور بیٹھے اور حضور کی دائیں طرف امی جان بیٹھیں اور یہ عاجز چوکی کی چھوٹی طرف دائیں سمت بیٹھا۔ حضور کھانے میں مصروف ہوگئے میں اکثر وقت حضور کی طرف ہی دیکھتا رہا اور مجھے معلوم نہیں کس وقت حضور نے نیم وا آنکھ سے خاکسار کی طرف دیکھا اور فرمایا منور! بڑوں کے سامنے ننگی باہیں نہیں کیا کرتے۔ حضور کے ارشاد کا مجھ پر شدید ردِ عمل ہوا مگر نہ تو میں اٹھ سکتا تھا اور نہ بازو ڈھانک سکتا تھا کیونکہ آستینیں ہی چھوٹی تھیں۔ دل چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں دفن ہو جاؤں۔ پھر اس کے

بعد سے میں کبھی بھی حضور اور بڑوں کے سامنے ننگی باہیں لے کر نہیں گیا۔

حضرت مصلح موعود کا تربیت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ آپ کے بچے ایک دوسرے کو ناموں سے نہیں بلکہ رشتوں سے پکاریں۔ ہم بچے کھیلتے تھے تو میری ہمشیرہ امۃ القیوم بھی ساتھ کھیلتی تھیں۔ وہ عمر میں مجھ سے غالباً ایک سال ہی بڑی ہیں۔ ان کو بچپن میں سب بڑے "قومی" کہہ کر پکارتے تھے مجھے بھی اس کی عادت پڑ گئی۔ مگر جب کبھی ہم کھیلتے ہوتے اور میں ہمشیرہ کو "قومی" کہتا اور اتفاق سے حضرت مصلح موعود کا گزر وہاں سے ہو جاتا تو حضور خاکسار کو زور سے فرماتے کہ تم نے بڑی بہن کا نام لیا ہے، باجی کہا کرو۔ یہ واقعہ کئی بار ہوا کیونکہ عمر چھوٹی تھی اور زبان پر چڑھ گیا تھا لہذا میرے منہ سے "قومی" کا لفظ جاتے جاتے ہی گیا اور باجی کا لفظ آتے آتے ہی آیا۔

حضرت مصلح موعود بچوں کو وعدہ کی پابندی کا احساس دلاتے رہتے تھے۔ حضور کا ایک عرصہ تک معمول تھا کہ قادیان میں جلسہ سالانہ کے ڈیڑھ ماہ سخت کام کے بعد جنوری کے آخر میں پھیرو چیچی (جو قادیان سے جانب مشرق دریائے بیاس کے کنارے تھا) شکار کی غرض سے تشریف لے جاتے۔ اسی طرح ایک دفعہ حضور وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے تو حضور نے ہم تینوں بڑے بیٹوں کو بھی چند دن کے لئے شکار کی خاطر بلوا لیا۔ ہم وہاں پہنچے تو غالباً اگلے ہی دن ہمیں محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب مرحوم کے ساتھ دریا پر کشتی میں شکار کھیلنے بھجوا دیا۔ ہم تمام دن شکار کھیلتے رہے۔ شام چار بجے کشتی سے اتر کر گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ ہمارے پیچھے سے مگھوں (یہ مرغابی سے بہت بڑا آبی جانور ہے جس کو انگریزی میں GEESE کہتے ہیں۔) کی ایک ڈار آرہی تھی اور اس کی فضاء میں بلندی بھی اتنی تھی کہ کامیاب فائر ہو سکتا تھا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے فوراً پیچھے مڑ کر اُن پر فائر کیا اور دو مگھ گرا لیئے۔ میری عمر اس وقت چھ سات سال کی ہو گی میں اس طرح دو مگھ گرتے دیکھ کر اس قدر خوش اور پُرجوش ہوا کہ میں نے فوراً کہا ڈاکٹر صاحب! آپ کو دو پیسے انعام دونگا۔ ہم جب گاؤں واپس پہنچے تو مکرم ڈاکٹر صاحب نے حضور کی خدمت میں سب واقعہ بیان کیا۔ جب وہ واقعہ بیان کر چکے تو حضرت مصلح موعود نے اُسی وقت خاکسار سے پوچھا کہ کیا تم نے وعدہ پورا کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور میرے پاس دو پیسے نہیں ہیں۔ حضور نے اُسی وقت اپنی جیب سے دو پیسے نکال کر مجھے دیئے کہ لو یہ ڈاکٹر صاحب کو ادا کر دو۔

★ مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت مصلح موعود کے سنہری کارناموں کا سلسلہ نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ ان کو شمار کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ خاکسار کو بھی چونکہ تیس ۳۰ سال سے زائد عرصہ تک حضور کے سایہ میں خدمت کا موقع ملا لہذا امتثالاً چند ذاتی تاثرات کا ذکر کر رہا ہوں۔

علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونا۔ حضور اس صفت سے کامل طور پر متصف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دل و دماغ کو اپنے نور سے منور فرما رکھا تھا اور اس قدر ذہنی قوتیں ودیعت فرمائی تھیں کہ دنیا کے تمام دینی و دنیوی

علوم میں اپنے ذاتی شغف اور مطالعہ سے اس قدر بلند مقام حاصل کیا کہ دنیا کے بڑے سے بڑے فلاسفر، مدبّر، سیاست دان اور دینی علوم کے ماہرین بھی آپ کے سامنے ہیچمدانی کا اقرار کرتے تھے۔

خاکسار کو حضور نے ۱۹۵۲ء میں اپنی لائبریری کا انچارج مقرر فرمایا۔ لائبریری کی کتب و رسائل کو ترتیب دیتے وقت یہ بات سامنے آئی کہ حضور نے تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد و کلام، تصوف، منطق و فلسفہ، سائنس، جغرافیہ، سیاست، ادب اردو، عربی اور انگریزی الغرض ہر موضوع کی کتب کے حواشی پر اپنے مطالعہ کے دوران نوٹ لکھے ہوئے تھے۔ جس وقت خاکسار نے لائبریری کا چارج سنبھالا اس وقت پانچ ہزار سے زائد کتب حضور کی ذاتی لائبریری میں تھیں۔ حضور جماعت کے تمام ادارہ جات کی نگرانی و رہنمائی کے بعد کتب کا مطالعہ فرماتے۔ اپنی رہائش گاہ کے ساتھ لائبریری کی عمارت تعمیر کروائی اور بالائی منزل میں لائبریری کے کمرہ کا ایک دروازہ گھر کی طرف رکھوایا تا عند الضرورت حضور بنفسِ نفیس کتب لے کر مطالعہ فرما سکیں۔ بعض لوگ ہر قسم کے ناولوں کے خلاف ہوتے ہیں لیکن حضور نے خاکسار کو ہدایت فرمائی کہ ناول پڑھنے سے زبان آتی ہے لهذا اردو، انگریزی اور عربی کے ناول اور بچوں کے لیے کہانیوں کی کتب بھی خریدی جایا کریں۔ حضور نے خود بھی کئی مرتبہ لنڈن اور مصر وغیرہ ممالک میں متعین مربیانِ کرام کو فہرست ہائے کتب بھجوانے کے لیے ہدایات جاری فرمائیں اور اُن کے ذریعہ کتب منگوائی جاتی رہیں۔

حضور اپنی جماعت کے افراد کو بھی دینی و دنیوی علوم میں بلند پایہ معیار پر دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے واقفین سلسلہ کو (جن میں یہ خاکسار بھی شامل تھا) قادیان سے باہر دہلی، رامپور، دیوبند اور لاہور وغیرہ مقامات کے جیّد علماء سے حدیث، فقہ اور منطق و فلسفہ میں مہارت حاصل کرنے کے لیے بھجوایا۔ قادیان میں دینی علوم کی تکمیل کے لیے مستورات کی دینیات کلاسز جاری کی گئیں۔ دنیوی اعلیٰ تعلیم کے لیے تعلیم الاسلام کالج اور جامعہ نصرت بنایا۔ سائنس و ٹیکنالوجی میں مہارت کے لیے فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کیا۔ جس میں ریسیرچ کے لیے بیش قیمت کتب کا ذخیرہ اور لیبارٹریز کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ مشینری مہیا کر کے دی۔ مرکز سلسلہ میں شاندار لائبریری قائم فرمائی جس میں اپنی ذاتی نایاب اور قیمتی کتب بھی رکھوا دیں۔ دینی علوم کی تکمیل کے لیے جامعہ احمدیہ کا قیام اور دینی اور فقہی مسائل حل کرنے کے لیے اور مزید تحقیق کے لیے علمائے سلسلہ اور قانون دان حضرات پر مشتمل مجلسِ افتاء قائم فرمائی۔

حضور سے متعلقہ پیشگوئی میں یہ بشارت بھی تھی کہ وہ سخت ذہین و فہیم اور دل کا حلیم ہوگا۔ آپ اس صفت سے بھی کامل طور پر متصف تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذہن رسا عطا فرمایا تھا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا مدبّرانہ ذہن آپ کو عطا ہوا تھا۔ آپ کی دُور بین نگاہ فوراً معاملہ کی تہہ تک پہنچ جاتی اور مستقبل کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے پہلے سے منصوبہ تیار فرما لیتے۔ تقسیمِ ملک کے وقت متوقع مشکلات کا پیشگی اندازہ کر کے قادیان میں خوراک کے لیے گندم کا ذخیرہ کروایا۔ قادیان اور مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کے لیے مناسب جگہوں پر دیواریں بنوائیں اور مرکز کی حفاظت کے لیے

رضاکاروں کو جمع کیا۔

تقسیمِ ملک کے وقت قادیان کے ہندوستان میں شامل کیے جانے پر حضور نے حضرت اماں جان اور اپنے اہلِ خانہ کو لاہور بھجوایا اور اس قافلہ میں خاکسار اور دیگر واقفین علماء کو بھی شامل کر دیا۔ چند دنوں کے بعد حضور خود بھی لاہور تشریف لائے اور آتے ہی صدر انجمن احمدیہ کا قیام فرمایا تاکہ جماعت کا نظام صحیح طور پر قائم رہے۔ تقسیم ملک سے متاثر ہونے والے احمدی افراد کو پاکستان میں مناسب مقامات پر آباد کرنے کیلئے مختلف شعبہ جات قائم کیئے اور کام کی نگرانی کے لیئے روزانہ صدر انجمن احمدیہ کا اجلاس اپنی صدارت میں منعقد فرماتے اور صدر انجمن احمدیہ کے ممبران سے روزمرہ کے کام کی رپورٹ لیتے اور مزید ہدایات سے نوازتے۔ خاکسار کو بھی صدر انجمن احمدیہ کا رکن نامزد فرمایا۔ ان اجلاسوں کی کارروائی نوٹ کرنا اور متعلقہ اراکین تک پہنچانا خاکسار کے ذمہ تھا۔

ہندوستان سے آنے والے لٹے پٹے مہاجرین کے لیئے رتن باغ میں دارالضیافت قائم فرمایا اور جن کنبوں کے مرد ابھی پاکستان نہیں پہنچ سکے تھے اُن کی رہائش و خوراک کے اخراجات صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ادا ہوتے۔ حضور یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ ایسے افراد فارغ رہیں بلکہ کسی نہ کسی کام میں مصروف رہیں۔ چنانچہ بچوں اور بچیوں کی تعلیم کا انتظام فرمایا اور بڑی عمر کی مستورات کے لیئے بیلنے اور چرخے بنوا کر دیئے اور کپاس مہیا کروائی۔ لاہور سے ربوہ آنے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ربوہ میں بھی ایسی مستورات کے لیئے رہائش کا الگ انتظام کیا اور ان کی تمام ضروریات کا انتظام فرمایا۔

اور ان کی حفاظت اور عزتِ نفس کو ہر رنگ میں ملحوظ رکھا۔

ادھر قادیان میں جو درویش رہ گئے تھے چونکہ وہ ایک قسم کے محاصرہ میں تھے ان کے پاس اشیائے خوردنی کی کمی تھی۔ جو کنوائے مہاجرین کو لینے کے لیئے لاہور سے قادیان جاتے ان کے ذریعہ درویشوں کے لیئے اشیاء خوردنی گھی، تیل، دالیں، نمک وغیرہ بھجوانے کا اہتمام فرما رکھا تھا۔ یہ خدمت بھی خاکسار کے سپرد تھی۔ جب تک کنوائے جاتے رہے یہ کام بھی جاری رہا۔

تقسیمِ ملک کے بعد سب سے اہم کام جماعت کے افراد کو ایک مرکز پر جمع کرنا تھا۔ حضور نے مرکز کے لیئے گورنمنٹ سے اراضی خرید کر مرکزِ احمدیت "ربوہ" کی دعاؤں کے ساتھ بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کو اس قدر جلدی آباد کر دیا کہ بڑی سے بڑی حکومتیں بھی یہ کام اتنے قلیل عرصہ میں نہیں کر سکتیں۔ مرکز ربوہ میں سب سے پہلا رہائشی خیمہ نصب کرنے اور حضور کے ارشاد کے تحت ربوہ کے شمال مغربی کونہ (جہاں ملک عمر علی صاحب مرحوم کی کوٹھی ہے) سے ملحقہ ٹیلہ پر صدقہ کا بکرا ذبح کرنے کا شرف بھی خاکسار کو حاصل ہوا۔

آپ کے دل کا حلیم ہونے پر وہ تمام حاجت مند گواہ ہیں جن کی بلا تفریق مذہب و ملت حضور پرورش فرماتے رہے۔ قادیان کے ہندو باشندوں اور دوسرے غیر از جماعت افراد کی مالی مدد قادیان سے ہجرت کے بعد بھی جاری رہی۔ قادیان میں بھی ضعفاء کی رہائش کیلئے ایک محلہ "دارالضعفاء" بنا رکھا تھا جہاں مالی لحاظ سے کمزور احباب کو رہائش کی سہولت دی جاتی رہی۔ سرما کے ایام میں لحاف غرباء میں تقسیم کیئے جاتے۔ فصل کے

موقعہ پر گندم بطور امداد دی جاتی۔ عیدین کے مواقع پر نقدی اور نئے پارچات سے امداد کی جاتی۔ اور یہ سلسلہ یہاں ربوہ میں بھی جاری ہے۔

حضور اپنے خدام کا بھی خاص طور پر خیال فرماتے تھے۔ تقسیمِ ملک سے پیشتر خود خاکسار کو عرق النساء کا موذی مرض لاحق ہو گیا۔ حضور نے ازراہِ شفقت نہ صرف خود اپنے پاس سے ادویہ عطا فرمائیں بلکہ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب اور صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو خاص طور پر علاج کے لیئے ہدایات دیں۔

اسی طرح پاکستان بننے پر خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کو زچگی میں بخار و کھانسی کی شدید تکلیف ہو گئی جس سے ایک پھیپھڑا ماؤف ہو گیا۔ اُس وقت خاکسار کے پاس اپنے ذاتی مکان میں صرف ایک ہی کمرہ تھا۔ حضور کو علم ہوا تو فوری طور پر صدر انجمن احمدیہ کو ایک کمرہ کی تعمیر کے اخراجات مہیا کرنے کا ارشاد فرمایا نیز علاج بھی تجویز فرمایا۔ حضور کے تجویز فرمودہ علاج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اِس قدر برکت نازل فرمائی کہ ایک ہفتہ کے بعد ایکسرے والے ڈاکٹر نے دوبارہ ایکسرے لیا تو دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہا کہ یہ تو معجزہ ہی ہوا ہے۔

★ **مکرم اللہ داد خان صاحب علوی فرماتے ہیں:۔**

یہ واقعہ غالباً ۱۹۵۰ء-۵۱ کا ہے کہ خاکسار جماعتِ احمدیہ ڈیرہ اسماعیل خان کے نمائندہ کی حیثیت سے ربوہ حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ کی ملاقات کے لیئے حاضر ہوا۔ اُس زمانے میں ایک رجسٹر میں ملاقاتیوں کے نام درج ہو کر حضور کی خدمت میں پیش ہوتے تھے۔ رجسٹر پر حضور اپنی سہولت کے مطابق وقت درج کر دیتے تھے اور اسی تناسب سے ملاقاتیوں کو ملاقات کا شرف بخشتے تھے۔ خاکسار کے نام کے آگے حضور نے سوالیہ نشان لگا کر تحریر فرمایا کہ جماعت میں کیا عہدہ ہے اور کس غرض سے آئے ہیں؟ خاکسار نے بتلایا کہ جماعت میں سیکرٹری امورِ عامہ کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں، جماعتی مشورہ کے لیئے۔ حضور نے ملاقات کے لیئے ۵ منٹ بخش فرمائے۔

جب خاکسار کمرۂ ملاقات میں داخل ہوا تو حضور کرسی پر تشریف فرما تھے خاکسار کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور مصافحہ کے لیئے ہاتھ بڑھایا۔ خاکسار کو شرفِ مصافحہ بخشا اور فرمانے لگے علوی صاحب مَیں نے آپ سے دو سوال کیئے تھے آپ اس کو محسوس نہ کریں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ کا نام میرے سامنے آیا تو میرے ذہن میں آپ کی شکل نہیں آ رہی تھی اور مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ علوی خاندان کے افراد تو سندھ میں رہتے ہیں یہ سرحد میں کیسے پہنچ گیا۔ اب آپ کو دیکھتے ہی مجھے یاد آیا کہ آپ نے جلسہ سالانہ سال ۱۹۴۶ء کے موقعہ پر دستی بیعت کی تھی۔ آپ کے ساتھ بیس افراد اور تھے۔ آپ نے اکیسویں نمبر پر بیعت کی تھی۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اِس واقعہ سے حضور کے خداداد غیر معمولی حافظہ کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ؏

اپنے مضمون کاغذ کے ایک طرف اور صاف صاف لکھ کر بھیجیں۔ شکریہ
(ایڈیٹر)

جذبات

محترم طاہر عارف صاحب ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جن کو حال ہی میں پیارے آقا حضرت امام جماعت احمدیہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔ ملاقات سے پہلے اور بعد میں ان کے تاثرات کا لطف اور گہرائی ملاحظہ کریں ـــــ اللہ سب کو یہ خوش نصیبی عطا کرے۔

ملاقات سے پہلے

مَیں انہیں کیسے دیکھ پاؤں گا
وہ نظر مَیں کہاں سے لاؤں گا
بے حجاب ان کو سامنے پاکر
ہوش کھو دوں گا۔ لڑکھڑاؤں گا
ہجر کی تلخیاں سوا ہوں گی
شدتِ غم سے مسکراؤں گا
کعبۂ دل کو سامنے پا کر،
چوم لوں گا۔ لپٹ ہی جاؤں گا
سات پانی مَیں پار کرکے مگر
اپنے اشکوں میں ڈوب جاؤں گا
ہجر میں برف ہو گیا ہوں مَیں
اک نظر سے ہی گھُل مَیں جاؤں گا
ساقی و جام و مَے تو بعد کی بات
میکدے تک ہی جھوم جاؤں گا
اک ستارہ ہوں مَیں بھی اس کا ہی
شمس ابھرا تو ڈوب جاؤں گا
قصۂ وصل چھیڑ کر طاہر
خوب روؤں گا اور رلاؤں گا

ملاقات کے بعد

ہائے کس کو تھا روبرو دیکھا
پھر وہی نور ہو بہو دیکھا
مثل ..... کہوں؟ یا لاثانی؟
کیا کہوں، کیسا خوبرو دیکھا
رات اک ماجرا عجیب ہوا
چاند کو محوِ گفتگو دیکھا
حسنِ انساں کی انتہا دیکھی
حسنِ یزداں کو عکس جُو دیکھا
ہجر کی گرد سے تھا آلودہ
ہو کے اشکوں سے باوضو دیکھا
دل میں طوفان آنکھ میں پانی
سَیل در سَیل جُو بہ جُو دیکھا
لوگ پیتے تھے مَے بھی مست بھی تھے
وہ مَیں نے بس غور سے سبُو دیکھا
مَیں نے اس گل کو آنکھ سے دیکھا
بن کے اوروں نے جس کو بُو دیکھا
ان کو دیکھا تو آج تک طاہر
وہی چہرہ بہ چہار سُو دیکھا

عرفان کی بارش

کیا موسیقی حرام ہے؟

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ کا لطیف اور رُوح پرور جواب

"کہاں وہ نئی طرز کی موسیقی کے پروگرام جہاں یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت عمداً موسیقی کی دُھن میں ڈوب کر خودکشی کرنے کے ارادے سے اس میں داخل ہوئی ہے کہاں خدا کی یاد میں بلند ہونے والی آوازیں خواہ وہ ہلکی آواز کی سسکیاں ہوں یا بلند پکار میں رونے کی آوازیں یا تلاوت کی آوازیں ہوں یا ذکرِ الٰہی کی صدائیں، یہ ایک اَور موسیقی ہے جو (دین) نے ہمیں سکھائی ہے۔"

"بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ (دین) آرٹ کے خلاف ہے اور (دین) میں آرٹ کو PROMOT کرنے (یعنی ترقی دینے) کی کوئی گنجائش نہیں۔ ایسے لوگوں کو مَیں یہ سمجھاتا ہوں کہ جو لوگ اپنی موسیقی کی تمنّا کو مغربی طرز کی موسیقی کے ذریعہ تسکین دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ قومیں بسا اوقات اور اکثر صورتوں میں خدا کے ذکر کی لذّت سے ناآشنا ہو جاتی ہیں، ان کو مادی قسم کی ایسی موسیقی کا ذریعہ حاصل ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ لطیف آلات دبتے دبتے دب جاتے ہیں اور مرتے مرتے مر جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت کے اندر اس لیئے رکھے ہوئے ہیں کہ انسان ذکرِ الٰہی سے لذّت پائے۔ اِن لطیف آلات کے دبنے مرنے سے نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ پھر سوائے دنیا کی چھن چھن کے اَور کوئی چیز آپ کے اندر تحریک نہیں پیدا کر سکتی آپ کے اندر ارتعاش نہیں پیدا کر سکتی۔ خدا سے لاتعلق ہونے کا یہ ایک طریق بن جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا رستہ ہے جو آپ کو روحانی لذتوں سے دُور لے جا رہا ہوتا ہے۔ اور آپ کے اندر روحانی لذتوں کی جو قابلیت ہے اُس کو دن بدن مارتا چلا جاتا ہے۔ اس لیئے اگر کوئی پوچھتا ہے کہ موسیقی بالکل حرام ہے تو مَیں کہتا ہوں کہ یہاں تو اس کے کان میں پڑے بغیر گزارہ ہی نہیں لیکن موسیقی کی تمنّا اور اس میں جذب ہونا یقیناً حرام ہے کیونکہ اس کے بعد پھر تم ذکرِ الٰہی کرنے کے قابل نہیں رہو گے۔ لیکن اگر تم ذکرِ الٰہی کو اہمیت دو اور اس کو غالب رکھو تو پھر اِلَّا اللَّمَمَ (یعنی معمولی غلطی۔ ناقل) کے اندر اگر کوئی ایسی باتیں آجاتی ہیں تو اُن پر اُس طرح پکڑ نہیں کی جا سکتی۔

پس ایسے تمام دوستوں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ ان کو لازماً وہ موسیقی سیکھنی چاہیئے جو انسانی فطرت کے

تاروں میں روحانی ارتعاش پیدا کرتی ہے اور ملاءِ اعلیٰ کے طیور کے گانے سکھاتی ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ وہ اپنے گھروں کے ماحول کو اس موسیقی سے مترنم کر دیں اور اس طرح یہ نغمے گاتے ہوئے اور یہ ساز بجاتے ہوئے نئی صدی میں داخل ہوں کہ عرش پر بھی آپ کی موسیقی کی صدائیں ایک خاص دُھن کے ساتھ سُنی جانے لگیں اور ایک خاص پیار اور محبت کے ساتھ فرشتے آپ کی موسیقی کی اِس طرح نقل اُتاریں جس طرح حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ میرے گانے وہ ہیں جن کو آسمان پر فرشتے بھی گاتے ہیں۔ پس آپ ان فرشتوں کو موسیقی سکھانے والے موسیقار بن جائیں اور اگلی صدی میں اس طرح داخل ہوں کہ ساری دنیا کو موسیقی کے نئے انداز سکھانے والی صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہو اور اوّل اور آخر جماعت احمدیہ ہو۔" (اقتباس از خطبہ جمعہ ۶ رفروری ۱۹۸۷ء)

حضرت مصلح موعودؓ کا غیر مطبوعہ منظوم کلام

جس کو ہمدرد سمجھتے تھے ستمگر نکلا

خیال کرتے تھے عصا جس کو وہ اجگر نکلا

کھل گئی دیکھ لیا تم نے فسوں سازیٔ نفس

وہ جو ساحر نظر آتا تھا پیمبر نکلا

شوق سے ہاتھ پکڑنے کو بڑھے تھے لیکن (ملانے[1])

ہم جسے ہاتھ سمجھتے تھے وہ خنجر نکلا

حیف ہر درسِ جفا اس کو تو ازبر نکلا

[1] نقل مطابق اصل

تاریخ خدّام الاحمدیہ کا پہلا ورق

روحانی تعلیم و تربیت کا ایک حیرت انگیز نظام

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت)

حضرت مصلح موعود نے اللہ تعالیٰ کی مشیّتِ خاص کے ماتحت احمدیت کے شاندار مستقبل کے لئے جن عظیم الشان تحریکات کی بنیاد رکھی اُن میں سے نہایت عالی شان، نہایت اہم اور مستقبل کے اعتبار سے نہایت دُور رس نتائج کی حامل تحریک مجلس خدّام الاحمدیہ ہے جس کا قیام ۱۹۳۸ء کے آغاز میں ہوا۔ حضور کو ابتداء ہی سے احمدی نوجوانوں کی تنظیم و تربیت کی طرف ہمیشہ توجہ رہی کیونکہ قیامت تک غلبۂ دین کے لئے ضروری تھا کہ ہر نسل پہلی نسل کی پوری قائم مقام ہو اور جانی اور مالی قربانیوں میں پہلوں کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہو اور ہر زمانے میں جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تربیت اس طور پر ہوتی رہے کہ وہ دین کا جھنڈا بلند رکھیں۔

حضور نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف انجمنیں قائم فرمائیں مگر ان سب تحریکوں کی جملہ خصوصیات مکمل طور پر مجلس خدام الاحمدیہ کی صورت میں جلوہ گر ہوئیں اور حضور کی براہِ راست قیادت، غیر معمولی توجہ اور حیرت انگیز قوتِ روحانی کی بدولت مجلس خدام الاحمدیہ میں تربیت پانے کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ایسے مخلص اور ایثار پیشہ اور دردمند دل رکھنے والے اور انتظامی قابلیتیں اور صلاحیتیں رکھنے والے مدبّر دماغ میسّر آ گئے جنہوں نے آگے چل کر سلسلہ احمدیہ کی عظیم ذمہ داریوں کا بوجھ نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی سے اپنے کندھوں پر اُٹھایا اور آئندہ بھی ہم خدا تعالیٰ سے یہی امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نسل میں ایسے لوگ پیدا کرتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

حضور نے اس مجلس کی بنیاد رکھتے ہوئے پیشگوئی فرمائی تھی کہ :-

"مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے (مخالفین کے[1]) ان حملوں کا کیا جواب دیا دیا جائے گا۔ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے اور اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں اور درحقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم و تربیت ہے ...... بے شک وہ لوگ جو ان باتوں سے واقف نہیں وہ میری ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ہر شخص قبل از وقت ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین

---

[1] ناقل

ہے جو وہ اپنے کسی بندے (کو) دیتا ہے۔

...... آج نوجوانوں کی ٹریننگ کا زمانہ ہے اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا۔ مگر جب قوم تربیت پاکر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔

درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اُٹھنے پر اُٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے[1]۔"

خدام الاحمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض

حضرت مصلح موعود نے مجلس خدام الاحمدیہ کی تاسیس کے زمانہ میں واضح لفظوں میں اس کی غرض و غایت یہ بیان فرما دی تھی:-

"میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اُسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولادوں کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں اُن کی اولادوں کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے۔ ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرے جو دنیا کے لیے مفید اور بابرکت ہو۔ اگر ایک یا دو نسلوں تک یہ تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے[2]۔"

مجلس خدام الاحمدیہ کی داغ بیل

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۸ء کو حضرت مصلح موعود کی خصوصی اجازت اور شیخ محبوب عالم صاحب ایم۔اے کی دعوت پر قادیان کے مندرجہ ذیل دس نوجوان ان کے مکان (متصل بورڈنگ مدرسہ احمدیہ) پر جمع ہوئے:-

(۱) مولوی قمر الدین صاحب (۲) حافظ بشیر احمد صاحب (۳) مولانا ظہور حسین صاحب (۴) مولوی غلام احمد صاحب فرخ (۵) مولوی محمد صدیق صاحب (۶) سید احمد علی صاحب (۷) حافظ قدرت اللہ صاحب (۸) مولوی محمد یوسف صاحب (۹) مولوی محمد احمد صاحب جلیل (۱۰) چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر۔

ان احباب نے صدارت کے لیے مولوی قمر الدین صاحب کا اور سیکرٹری کے لیے شیخ محبوب عالم صاحب خالد کا انتخاب کیا۔ ان نوجوانوں نے خدا تعالیٰ کے فضل و نصرت پر بھروسہ رکھتے ہوئے تائیدِ قدرتِ ثانیہ میں کوشاں رہنے اور اس کے خلاف اُٹھنے والے ہر فتنہ کے خلاف سینہ سپر ہونے کا عزم کیا۔

اس مجلس کی بنیاد چونکہ حضور کی اجازت سے رکھی جا رہی تھی اس لیے حضور ہی سے اس کا نام رکھنے کی درخواست کی گئی۔ حضور نے ۴ فروری ۱۹۳۸ء کو اس

---

[1] الفضل ۷ اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۷۔

[2] الفضل ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء صفحہ ۳۔

تنظیم کو "مجلس خدام الاحمدیہ" کے نام سے موسوم فرمایا اور فروری اور مارچ میں قادیان کے مختلف حلقوں میں اس کی شاخیں قائم کر دی گئیں۔ اس دوران میں مجلس کا کام یہ تھا کہ اس کے ارکان قرآن و حدیث، تاریخ، فقہ اور احمدیت کے متعلق کتب دینیہ کا مطالعہ کرتے اور مخالفِ احمدیت و قدرتِ ثانیہ فتنوں کے جواب میں تحقیق و تدقیق کرتے۔ ان دنوں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا فتنہ برپا تھا چنانچہ مجلس نے یکے بعد دیگرے دو ٹریکٹ شیخ مصری صاحب کے اشتہاروں کے ردّ میں لکھے جو بہت مقبول ہوئے۔ پہلا ٹریکٹ "شیخ مصری صاحب کا صحیح طریق فیصلہ سے فرار" کے عنوان سے شائع ہوا۔ دوسرے کا عنوان "روحانی خلفاء کبھی معزول نہیں ہو سکتے" تھا۔

حضور نے ارکانِ مجلس کی اِن ابتدائی علمی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر دوست چاہتے ہیں کہ وہ تحریک جدید کو کامیاب بنائیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح ہر جگہ لجنات اماء اللہ قائم ہیں اسی طرح ہر جگہ نوجوانوں کی انجمنیں قائم کریں۔ قادیان میں بعض نوجوانوں کے دل میں اس قسم کا خیال پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے اجازت حاصل کرتے ہوئے ایک مجلس خدام الاحمدیہ کے نام سے قائم کر دی ہے۔ . . . مَیں نے خاص طور پر انہیں یہ ہدایت دی ہے کہ جن لوگوں کی شخصیتیں نمایاں ہو چکی ہیں ان کو اپنے اندر شامل نہ کیا جائے تا انہیں خود کام کرنے کا موقعہ ملے۔ ہاں دوسرے درجہ یا تیسرے درجہ کے لوگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ تا انہیں خود کام کرنے کی مشق ہو اور قومی کاموں کو سمجھ سکیں اور انہیں سنبھال سکیں۔ چنانچہ مَیں نے دیکھا ہے کہ اس وقت تک انہوں نے جو کام کیا ہے اچھا کیا ہے اور محنت سے کیا ہے۔ . . . . . شروع میں وہ بہت گھبرائے انہوں نے اِدھر اُدھر سے کتابیں لیں اور پڑھیں اور لوگوں سے دریافت کیا کہ فلاں بات کا کیا جواب دیں۔ مضمون لکھے اور بار بار کاٹے مگر جب مضمون تیار ہو گئے اور انہوں نے شائع کئے تو وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے[۵]"

اپریل ۱۹۳۸ء میں حضور نے مسلسل خطبات کے ذریعہ قادیان اور باہر کی جماعتوں میں اِس مجلس کے قیام کا ارشاد فرمایا۔ قبل ازیں مجلس کا کام صرف علمی حد تک تھا مگر اب اس کا پروگرام مندرجہ ذیل تجویز ہوا:-

۱۔ اپنے ہاتھ سے روزانہ اجتماعی صورت میں آدھ گھنٹہ کام کرنا۔
۲۔ درس و تدریس۔
۳۔ تلقین پابندیٔ نماز۔
۴۔ بیوگان، معذوروں اور مریضوں کی خبرگیری۔
۵۔ تکفین و تدفین اور تقاریب میں امداد وغیرہ۔

اِس بنیادی پروگرام کے ساتھ ساتھ حضور نے جماعت کے نوجوانوں کو انسدادِ آوارہ گردی اور فریضۂ دعوت الی اللہ کی ادائیگی کی طرف بھی متوجہ فرمایا۔

اِن ابتدائی مراحل سے گزرنے کے بعد بالآخر خدام الاحمدیہ

---

۵ الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ ۵۔

کا مستقل لائحہ عمل حسب ذیل قرار پایا اور اسی کے مطابق مجلس کا کام بھی مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا :-

۱۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں کی تنظیم۔

۲۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں میں قومی رُوح اور ایثار پیدا کرنا۔

۳۔ روحانی تعلیم کی ترویج و اشاعت۔

۴۔ نوجوانوں میں ہاتھ سے کام کرنے اور صاف ماحول میں رہنے کی عادت پیدا کرنا۔

۵۔ نوجوانوں میں مستقل مزاجی پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔

۶۔ نوجوانوں کی ذہانت کو تیز کرنا۔

۷۔ نوجوانوں کو قومی بوجھ اُٹھانے کے قابل بنانے کے لیئے ان کی ورزش جسمانی کا اہتمام۔

۸۔ نوجوانوں کو اعلیٰ اخلاق میں رنگین کرنا (مثلاً سچ، دیانت اور پابندیٔ نماز وغیرہ)

۹۔ قوم کے بچوں کی اِس رنگ میں تربیت اور نگرانی کہ ان کی آئندہ زندگیاں قوم کے لیئے مفید ثابت ہو سکیں۔

۱۰۔ نوجوانوں کو سلسلہ کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے کی ترغیب و تحریص۔

۱۱۔ نوجوانوں میں خدمتِ خلق کا جذبہ۔

۱۲۔ نوجوانانِ سلسلہ کی بہتری کے لیئے حتیّ الوسع ہر مفید بات کو جامۂ عمل پہنانا۔

عُہدہ دارانِ مرکزیہ

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے پہلے سال کی صدارت کیلئے مولانا قمرالدین صاحب اور سیکرٹری شپ کے لیئے شیخ محبوب عالم صاحب خالد کا انتخاب ہوا اور چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر نائب سیکرٹری مقرر ہوئے۔ نومبر ۱۹۳۸ء میں سیکرٹری شپ کے فرائض چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر کے سپرد ہوئے اور اسسٹنٹ سیکرٹری سیّد مختار احمد صاحب ہاشمی منتخب ہوئے اور رضاکارانہ طور پر دفتری فرائض بجا لانے لگے۔

دوسرے سال انتخاب میں حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے نام صدارت کا قرعہ پڑا اور چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر سیکرٹری تجویز کیئے گئے۔

قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کا پہلا مرکزی دفتر چوہدری علی محمد صاحب کے مکان میں (متصل ریتی چھلہ) قائم کیا گیا۔

سیّد مختار احمد صاحب ہاشمی کا بیان ہے کہ خدام الاحمدیہ کے ابتدائی ایّام میں حضور نے ہدایت دے رکھی تھی کہ جب بھی ہمیں کسی معاملہ میں کوئی دقت پیش آئے تو ہم حضور سے مل سکتے ہیں اور راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور کی اِس اجازت سے کئی مرتبہ استفادہ کر کے ہدایات حاصل کی جاتی رہیں۔ ایک مرتبہ حضور نے نصیحت فرمائی کہ نوجوانوں کو غلط قیاس آرائی سے بچایا جائے مثلاً اگر حکم دیا جائے کہ خدام فلاں جگہ جمع ہو جائیں مگر وقتِ مقررہ پر آندھی آجائے یا بارش ہونے لگے تو کوئی خادم یہ قیاس نہ کرے کہ اِس آندھی یا بارش میں کون آئے گا؟ بہرحال خواہ کچھ ہو خادم کو وقتِ مقررہ پر ضرور پہنچ جانا چاہیئے۔ اور اگر وہاں اُس کے سوا کوئی نہیں آئے تب بھی خادم وقتِ مقررہ تک وہاں ٹھہرا رہے۔ اِس طرح نوجوان غلط اجتہاد سے بچ جائیں گے۔

دستورِ اساسی و قواعد و ضوابط

اِس دوران میں مجلس عاملہ مرکزیہ

نے دو مہینہ کی محنت سے اپنا دستورِ اساسی تیار کیا۔ جسے سیدنا حضرت مصلح موعود نے منظور فرمایا اور مجلس کا نظم وضبط انہیں قواعد وضوابط کی بنیادوں پر استوار کیا گیا۔ اِن قواعد کے لحاظ سے ہر سال دسمبر کے پہلے ہفتہ میں مجالس عاملہ حلقہ ہائے قادیان اور مجلس عاملہ مرکزیہ کے اراکین اور جنرل سیکرٹری کے لئے دو دو ناموں کی تعیین کی جانے لگی۔ اور ان اسماء کو مجلس کے سالانہ اجتماع میں اراکین کے سامنے پیش کیا جاتا جو کثرت رائے سے صدر و جنرل سیکرٹری کا انتخاب کرتے۔ مجلس کا انتخاب حضور کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ حضور کی منظوری کے بعد صدرِ مجلس مختلف شعبہ جات کے لئے نگران خود نامزد کرتے جس سے مجلس عاملہ مرکزیہ کی تشکیل ہوتی۔ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود کی راہنمائی سے خدام الاحمدیہ کے کام کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر شعبہ کے چلانے کے لئے ایک مہتمم مقرر ہوتا رہا:۔

شعبہ وقارِ عمل۔ شعبہ خدمتِ خلق۔ شعبہ دعوت الی اللہ۔ شعبہ تربیت و اصلاح۔ شعبہ تعلیم۔ شعبہ اطفال۔ شعبہ صحتِ جسمانی۔ شعبہ تجنید۔ شعبہ مال۔ شعبہ اشاعت۔ شعبہ اعتماد۔

خدمتِ خلق

سیدنا حضرت مصلح موعود کے ارشادات کے ماتحت شعبۂ خدمتِ خلق کو شروع ہی سے مجلس خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل میں کلیدی اور بنیادی حیثیت دی جاتی رہی ہے۔ کیونکہ جماعتِ احمدیہ کی ایک اہم غرض بنی نوع انسان کی خدمت ہے۔ مقامی اور بیرونی مجالس ابتدائی زمانہ میں جو کام کرتی تھیں ان کو حسب ذیل موٹی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

۱۔ بلا تفریق مذہب و ملت ناداروں، معذوروں، بیواؤں اور غرباء کی نقدی، سامانِ خورو نوش اور ملبوسات وغیرہ سے امداد۔

۲۔ بیواؤں، بیماروں اور اُن احباب کی جو چلنے پھرنے سے عاری ہوں خبرگیری۔ اُن کو سودا سلف لا کر دینا اور حتی المقدور خدمت کرنا۔

۳۔ مسافروں کی راہنمائی۔ اُن کے لیئے ریزگاری مہیا کرنا۔ اُن کا سامان اٹھا کر منزلِ مقصود تک لے جانا۔

۴۔ انسدادِ امراض کے لیئے تدابیر کرنا مثلاً عام گزرگاہوں اور نالیوں کی صفائی۔ مکھی مچھر تلف کرنیکی کوشش۔

۵۔ غرباء کے لیئے محلّوں سے آٹا اکٹھا کر کے اُن کی امداد کرنا۔

۶۔ جلسہ سالانہ اور مجلس مشاورت پر مہمانوں کی خدمت۔ کھانا کھلانا اور حتی المقدور دوسری ضروریات بہم پہنچانا۔

۷۔ شادی بیاہ کی تقاریب کے انتظامات۔

۸۔ آتش زدگیوں کے مواقع پر اپنی خدمات پیش کرنا۔

۹۔ بچوں کی گمشدگی پر اُن کی ممکن ذرائع سے تلاش۔

۱۰۔ تجہیز و تکفین کے انتظامات میں امداد۔ ناداروں کیلئے کفن وغیرہ مہیا کرنا اور پسماندگان کی امداد۔

۱۱۔ اپنی جماعت کے جلسوں وغیرہ میں انتظامات کرنا اور دوسرے کاموں میں امداد دینا۔

نظامِ جماعت میں خدام الاحمدیہ کی حیثیت

۱۹ ستمبر ۱۹۴۷ء کو حضرت مصلح موعود کی خدمت میں استفسار کیا گیا کہ کیا امیر جماعت خدام الاحمدیہ سے کوئی کام نہیں لے سکتا؟ حضور نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:۔

"ہاں یہ درست ہے مجلس خدام الاحمدیہ کا نظام

مَیں نے الگ بنادیا ہے اور ان کا الگ مرکز قائم ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ نوجوان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ ان میں خود کام کرنے کی اور اپنی ذمہ داری محسوس کرنے کی عادت پیدا ہو جائے۔ امیر جماعت مجلس کے نظام میں دخل نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی خامی دیکھے تو مجلس کے مرکز میں رپورٹ کر سکتا ہے۔ اگر اسے کوئی کام لینا ہو تو مجلس کو حکم نہیں دے سکتا۔ البتہ جماعتی کاموں (مثلاً جلسے وغیرہ) کے متعلق مجلس کو Request (یعنی گزارش) کر سکتا ہے۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ کو ایسے کاموں میں تعاون کرنا چاہیئے کیونکہ وہ بنائی ہی اس غرض کے لیئے ہے۔ اگر وہ تعاون نہ کرے گی تو اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گی۔ نیز امیر کسی فردِ جماعت سے بحیثیت فرد ہونے کے کام لے سکتا ہے نہ بحیثیت رکن ہونے کے۔ ایک شخص جماعت کا سیکرٹری ہے اور مجلس خدام الاحمدیہ کا رُکن بھی ہے جب جماعتی کام ہو گا اسے بہرحال مجلس کے کام پر جماعتی کام کو مقدم رکھنا ہو گا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص گورنمنٹ کا ملازم ہو تو اسے بہرحال پہلے گورنمنٹ کا کام کرنا ہو گا۔“[۵]

ایک اور موقعہ پر فرمایا :-

”ہر احمدی جو چالیس سال سے کم عمر کا ہے وہ خدام الاحمدیہ کا ممبر ہے۔ ہر احمدی جو چالیس سال سے اُوپر ہے وہ انصار اللہ کا ممبر ہے۔ اور ہر احمدی جو چالیس سال سے نیچے یا چالیس سال سے اُوپر ہے وہ مقامی انجمن کا بھی ممبر ہے اس سے کوئی علیحدہ چیز نہیں۔ پس خدام الاحمدیہ کے یہ معنے نہیں کہ وہ جماعتِ احمدیہ کے مقامی ممبر نہیں ہیں بلکہ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے مجموعے کا نام مقامی انجمن ہے۔“[۱]

غزل

ہر بات پہ نالاں دلِ نادان تو ہو گا
ہر گام ترے کرب کا سامان تو ہو گا

مانا کہ تیری نظرِ کرم مجھ پہ نہ ٹھہری
اس بزم میں حاضر یہ دل و جان تو ہو گا

یہ شہر، یہ دل دوز تمنّا کا نگر بھی
ہاں اس میں فروزاں رخِ جانان تو ہو گا

ان ہجر کے تاریک سے لمحات میں طارقؔ
ہر اشک مرا مہرِ درخشان تو ہو گا

(طارق محمود سدھو)

---

[۵] روزنامہ الفضل قادیان ۲۵ ستمبر ۱۹۴۰ء صفحہ ۲

[۱] الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء صفحہ ۳

سال ۸۷-۱۹۸۶ء
میں
نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی
مجالسِ خدام الاحمدیہ

مقابلہ بین المجالس برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں حُسنِ کارکردگی کی بناء پر مجالس مقامی میں سے

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ	اوّل
۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ اسلامیہ پارک لاہور	دوم
۳۔ مجلس خدام الاحمدیہ عزیز آباد کراچی	سوم
۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد	چہارم
۵۔ مجلس خدام الاحمدیہ وحدت کالونی لاہور	پنجم
۶۔ مجلس خدام الاحمدیہ مغل پورہ لاہور	ششم
۷۔ مجلس خدام الاحمدیہ سلطان پورہ لاہور	ہفتم

قرار پائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان مجالس کو یہ اعزاز مبارک فرمائے آمین۔

شمیم پرویز
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس خدام الاحمدیہ کے پچاس سال پورے ہونے پر
اللہ تعالیٰ کے حضور
اظہارِ تشکر کا قابلِ تقلید انداز!

۱۹۸۸ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کے پچاس سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر کے لیے بعض افراد اور جماعتوں نے ایسا خوبصورت انداز اختیار کیا ہے جو لائقِ صد تحسین ہی نہیں بلکہ لائق تقلید بھی ہے۔ امید واثق ہے کہ دیگر افرادِ مجالس بھی نیکی کی اس دوڑ میں شامل ہو جائیں گے۔

نمائندہ خالد و تشحیذ مکرم عبدالمالک صاحب لاہور سے اطلاع دیتے ہیں کہ مندرجہ ذیل احباب و جماعتوں نے خالد و تشحیذ ایک سال کے لیے مستحقین کے نام جاری کروانے کے کارِ خیر میں حصّہ لیا ہے۔

۱۔ نوبل انعام یافتہ سائنسدان محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی طرف سے ۵۰ خالد اور ۵۰ تشحیذ
۲۔ محترم محمد امجد جمیل صاحب ۵۰ تشحیذ
۳۔ جماعت احمدیہ لاہور ۱۰۰ خالد اور ۱۰۰ تشحیذ
۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ وحدت کالونی لاہور ۵۰ خالد اور ۵۰ تشحیذ

اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ ان کے گھروں کو اپنی نعماء سے بھر دے اور ان کو اس سے بڑھ چڑھ کر دینی و دنیاوی خدمات کی توفیق دے۔ آمین

(مبارک احمد خالد مینجر و پبلشر ماہنامہ خالد و تشحیذ۔ ربوہ)

نونہالانِ جماعت سے خطاب

نوجوانوں اور بچوں کو حضرت مصلح موعود کی شیریں نصائح

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مِرا پیغام نہ ہو

چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تاکہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑیگا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

چھوڑ دو حرص کرو زہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور
اے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو

حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رُسوا و خراب
پیارو آموختۂ درسِ وفا خام نہ ہو

ہم تو جس طرح بنے کام کیئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

پیمانِ وفا

خدّام کی طرف سے جناب ارشاد احمد شکیبؔ کا جواب

ضائع ہم آپ کا پیغام نہ ہونے دیں گے
سرنگوں پرچمِ ایمان نہ ہونے دیں گے

دام ہمرنگ زمیں لاکھ بچھائے باطل
طائرِ دل کو تہہِ دام نہ ہونے دیں گے

اپنے اعمال کی تقویٰ پہ بِنا رکھیں گے
دعوتِ فسق کبھی عام نہ ہونے دیں گے

بڑھتے جائیں گے سوئے منزلِ مقصود
راہ میں سست کبھی گام نہ ہونے دیں گے

خدمتِ دیں کے عوض نفس کو اپنے ہرگز
ہم کبھی طالبِ انعام نہ ہونے دیں گے

آپ کے فیض سے چمکا ہے جو مہرِ انور
ہم اسے زیبِ رُخِ شام نہ ہونے دیں گے

لاکھ طوفان اُٹھیں ظلم کے لیکن دل کو
ناشکیب آپ کے خدّام نہ ہونے دیں گے

آپ سے عہد جو باندھا ہے وہ انشاءاللہ
ہم کبھی رُسوا سرِ عام نہ ہونے دیں گے

احمدی نوجوان کا مثالی کردار

ایمان افروز واقعات کا دلنشیں مُرقّع!

(فرّخ سلمانی)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے رفیق حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب حضرت مصلح موعود کے حکم پر ۱۹۲۳ء میں بطور مربّی گولڈ کوسٹ گھانا تشریف لے گئے اور چھ سال متواتر تربیتی امور میں مصروف رہنے کے بعد ۱۹۲۹ء میں وطن واپس تشریف لائے۔ واپسی پر قادیان میں آپ کی شادی ہوئی اور شادی کے تقریباً ڈیڑھ برس بعد ہی ۱۹۳۳ء میں آپ کو پھر مغربی افریقہ بھیج دیا گیا جہاں آپ ۱۴ سال متواتر شب و روز جماعت کی طرف سے اپنے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں مصروف رہے متواتر ۱۴ سال نائیجیریا میں اپنے وطن، اہل و عیال اور دیگر عزیزوں سے جدا رہنا پڑا۔ اس عرصہ میں آپ کی اہلیہ اور بچوں اور دیگر عزیز و اقارب کی طرف سے کبھی کبھی آپ سے وطن واپسی کا تقاضا بھی ہوا لیکن آپ نے دینی کام کو ادھورا چھوڑ کر واپس آنا مناسب نہ سمجھا بلکہ آپ کے بھائی حبیب الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ جہاں تک انہیں علم ہے حکیم صاحب نے کبھی بھی حضرت مصلح موعود کی خدمت میں یا دفتر میں وطن واپسی کی استدعا نہ کی اور ۱۹۴۷ء کے اواخر میں جب آپ مرکز میں واپس تشریف لائے تو سب نے دیکھا کہ ۱۹۳۳ء میں جو شخص جوانی کی حالت میں وطن سے روانہ ہوا تھا وہ اب چودہ سال بعد بڑھاپے میں قدم رکھ چکا تھا۔ اور آپ کی اہلیہ محترمہ جنہوں نے شادی کے بعد صرف ڈیڑھ برس ہی اپنے خاوند کے ساتھ گزارے تھے وہ بھی اب ادھیڑ عمر کو پہنچ چکی تھیں۔ لیکن یہ سب کچھ محض اللہ کے دین کی خاطر ان دونوں نے اور ان کے بچوں نے برضا و رغبت برداشت کر کے آنے والی نسلوں کے لیئے ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کیا۔

جب پہلی مرتبہ آپ ۶ سال کے لیئے مغربی افریقہ تشریف لے گئے تو آپ کی والدہ مرحومہ آپ کی عدم موجودگی میں ہی وفات پا گئیں۔ اور پھر جب دوبارہ آپ ۱۴ سال کے لیئے تشریف لے گئے تو آپ کے والد حضرت حافظ نبی بخش صاحب اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ گویا آخری بار مرکزِ سلسلہ میں واپس آنے پر حضرت حکیم صاحب کو دونوں میں سے کسی کی بھی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ اسکے باوجود آپ کے والدین مرحومین اور آپ بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی رضا پر راضی رہے بلکہ اس پر مطمئن تھے کہ یہ جدائی محض اس کے دین کی خاطر تھی۔

(یادیں صـ ۳۱-۳۲)

جماعت احمدیہ کی طرف سے مولانا رحمت علی صاحب کو انڈونیشیا بھجوایا گیا۔ مگر جماعت احمدیہ کی غربت کا اُن دنوں یہ حال تھا کہ مربّی بھجوانے کے لیئے تو پیسے جمع کر لیئے جاتے مگر واپس بُلانے کا خرچ مہیا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ مولانا کو بھی جب بھجوایا گیا تو سال پر سال گزرتے گئے لیکن جماعت کو یہ توفیق نہ مل سکی کہ انہیں اپنے بیوی بچوں سے ملنے کے لیئے واپس بُلائے۔

اُن کے بچے باپ کی محبت سے محروم یتیموں کی طرح پل کر بڑے ہونے لگے۔ ایک دن ان کے سب سے چھوٹے بیٹے نے جو سکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اپنی ماں سے پوچھا کہ اماں سکول میں سب بچے اپنے ابا کی باتیں کرتے ہیں۔ اور جن کے ابا باہر ہیں وہ بھی آخر واپس آ ہی جاتے ہیں اور اچھی اچھی چیزیں اپنے بچوں کے لیئے لاتے ہیں۔ پھر یہ میرے ابا کہاں چلے گئے کہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ ماں یہ سُن کر آبدیدہ ہو گئی اور جس سمت میں اُس نے سمجھا کہ انڈونیشیا واقع ہے اُس سمت میں انگلی اُٹھا کر یہ کہا کہ بیٹا تمہارے ابا اس طرف خدا کا پیغام پہنچانے گئے ہیں اور اُسی وقت واپس آئیں گے جب خدا کو منظور ہوگا۔ اس عورت کے جواب میں درد تو تھا لیکن شکوہ نہیں تھا۔ احساس بے اختیاری تو تھا لیکن احتجاج نہیں تھا۔ کیونکہ وہ خود بھی قربانی کے جذبہ سے سرشار تھی۔ مولوی صاحب کو انڈونیشیا گئے ہوئے دس سال گزر چکے تھے۔ جب آپ کو پہلی مرتبہ انڈونیشیا سے کچھ عرصہ کے لیئے بلوایا گیا لیکن پھر جلد ہی انڈونیشیا بھجوایا گیا۔ انڈونیشیا میں اپنے اہل و عیال سے الگ رہ کر تربیت میں جو وقت انہوں نے صرف کیا اُس کا عرصہ ۲۶ سال بنتا ہے۔ بالآخر جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کو مستقلاً واپس بُلا لیا جائے۔ تب اُن کی بیوی جو اَب بوڑھی ہو چکی تھی اپنے امام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بڑے درد سے یہ عرض کیا کہ دیکھیں جب مَیں جوان تھی تو اللہ ہی کی خاطر صبر کیا اور اپنے خاوند کی جُدائی پر اُف تک نہ کی۔ اپنے بچوں کو کس مپرسی کی حالت میں پالا پوسا اور جوان کیا۔ اب جبکہ مَیں بوڑھی اور بچے جوان ہو چکے ہیں اب ان کو واپس بُلانے سے کیا فائدہ۔ اب تو میری تمنّا پوری کر دیجئے کہ میرا خاوند مجھ سے دُور خدمتِ دین کی مہم ہی میں دیارِ غیر میں مر جائے اور مَیں فخر سے کہہ سکوں کہ مَیں نے اپنی تمام شادی شدہ زندگی دین کی خاطر قربان کر دی۔

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۴)

ہمارے ایک افریقن دوست عمری عبیدی تعلیم حاصل کرنے کے لیئے ربوہ آئے۔ غیر ملکی تھے۔ تمدّن کا فرق تھا۔ زبان کی دقّت بھی تھی۔ مگر کوئی چیز اُن کے حصولِ علم کے شوق اور اُن کے جذبۂ ایمان کو ماند نہیں کر سکتی تھی۔ ایک دفعہ اپنے ایک ہم جماعت سے کہنے لگے کہ میرا فلاں مضمون کمزور ہے وہ مجھے پڑھا دو مگر شرط یہ ہے کہ اُس وقت پڑھاؤ جو مَیں مقرر کروں۔ چنانچہ دو طالب علموں کے درمیان فجر کی نماز سے پہلے کا وقت طے ہؤا۔ ہمارے وہ دوست بیان کرتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز کے وقت بیٹھا کرتے۔ ربوہ میں بجلی نہیں تھی۔ تیل کا ایک لیمپ جلایا جاتا جس کی روشنی میں ہم پڑھتے۔ اسی لیمپ کے اُوپر ایک چھوٹے سے برتن میں عمری عبیدی چائے کا پانی رکھ دیتے اور چائے تیار ہونے پر ہم دونوں ایک ایک پیالی پی لیتے۔ عمری عبیدی نے

برفی کے چند ٹکڑے رکھے ہوئے تھے۔ جس میں سے دو ایک ٹکڑے وہ کھاتے اور کچھ مجھے بھی پیش کرتے۔ ایک اور دوست نے عمری عبیدی سے کہا کہ آپ یہ تکلف کیوں کرتے ہیں، اس کی ضرورت نہیں ــــ عمری عبیدی نے جو بات سنائی اُسے سُن کر یقیناً رات کے پچھلے پہر سمارء دنیا پر اُترے ہوئے فرشتے بھی جھوم اُٹھے ہوں گے۔ عمری عبیدی نے کہا بھئی یہ تکلف نہیں یہ میری مجبوری ہے مَیں اِس چائے کی پیالی اور برفی پر روزہ رکھا کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے مجھے اپنے ملک جا کر خدمتِ دین کرنی ہے اور مجھے ہر وقت کتابوں کی ضرورت ہوگی میرے وظیفہ میں سے اتنی رقم پس انداز نہیں ہو سکتی کہ مَیں کتابیں خریدوں۔ چنانچہ مَیں نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ اس وقت روزہ رکھ لیتا ہوں اور شام کو پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتا ہوں اور یوں ناشتہ اور دوپہر کے کھانے کی رقم بچ جاتی ہے جسے پس انداز کر کے مَیں کتابیں خرید سکتا ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ ۲۵ جنوری ۱۹۸۴ء)

۱۹۲۳ء میں ہند میں کارزارِ شدھی گرم کیا گیا تو مربیان کا یہ حال تھا کہ وہ تیز چلچلاتی دھوپ میں کئی کئی میل روزانہ پیدل سفر کرتے۔ بعض اوقات کھانا تو الگ رہا پانی بھی نہیں ملتا تھا۔ اکثر اوقات کچا پکا باسی کھانا کھاتے یا بھُنے ہوئے چنے کھا لیتے اور پانی پی کر گزارہ کرتے۔ بعض اوقات سَتّو رکھے ہوئے ہوتے تھے۔ اور ستوؤں پر ہی گزارہ تھا۔ احمدی مربیان کو یہ ہدایت تھی کہ وہ کسی کی دعوت قبول نہیں کریں گے۔ ان کو رات کو جہاں بھی جگہ ملتی سو جاتے اور دن کو اپنا سامان اُٹھائے پیدل سفر کرتے۔ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جاتے اور چلنے سے پہلے کبھی یہ خیال نہ کرتے کہ راستے میں کتنے خطرات ہیں۔ جہاں ایک گاؤں میں کام ختم ہُوا دوسرے گاؤں کی طرف چل پڑتے۔ اندھیری راتوں میں تنگ اور پُر خطر راستوں میں جہاں جنگلی سوٗر اور بھیڑیے کثرت سے پائے جاتے تھے بے دھڑک روانہ ہو جاتے۔ وہ ملکانوں پر کھانے تک کا بوجھ بھی نہیں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ :-

"آپ لوگوں کو دین سکھانے کے لیئے ہمارے آدمی آئیں گے جو آپ سے کچھ بھی نہ لیں گے بلکہ اپنا خرچ بھی آپ ہی برداشت کرینگے"۔

(تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۲۴۲)

صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز نے ضلع مین پوری اور متھرا کا دورہ کر کے قریباً چالیس دیہات میں چکر لگایا اور سولہ میل روزانہ کی اوسط سے پیدل سفر کرتے رہے۔ ایک بار کھانے کا کوئی انتظام نہ ہو سکا اور متواتر انیس گھنٹے تک بھوکے رہے اور اسی حالت میں سفر جاری رکھا۔

خدمتِ دین

دنیا میں عظیم الشان انقلابات برپا کرنے کے لیئے جماعتِ احمدیہ میں خدمتِ دین کا ایک منفرد اور انوکھا نظام جاری ہے جو وقفِ زندگی کا نظام کہلاتا ہے۔ یہ کُل وقتی بھی ہے اور جُز وقتی بھی ہے یعنی بعض تو اپنی ساری زندگیاں احمدیت کی خاطر وقف کر دیتے ہیں اور بعض اپنے اوقات کا ایک حصّہ دین کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں وقفِ زندگی کی پہلی باقاعدہ تحریک ۱۹۰۷ء میں کی گئی جس پر ۱۳ نوجوانوں نے لبیک کہا۔ یہ معمولی سا پودا بڑھ کر ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اب تک سینکڑوں احمدی اپنی زندگیاں وقف کرکے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے اپنے تیرہ کے تیرہ لڑکے دین کے لیئے وقف کر دیئے تھے (الفضل ۱۷ر جنوری ۱۹۳۵ء) اور یہی نمونہ بیسیوں دیگر گھرانوں میں بھی نظر آتا ہے۔

یورپ کے خوش نصیب واقفینِ زندگی میں سرِفہرست ہمارے برطانوی نژاد احمدی بھائی مسٹر بشیر احمد آرچرڈ مربی گلاسگو ہیں۔ آپ ۱۹۴۴ء میں احمدیت میں داخل ہوئے اور قادیان میں کچھ عرصہ دینی تعلیم حاصل کرکے، زندگی وقف کرکے خدامِ دین کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔ آرچرڈ صاحب کی زندگی میں ایک ایسا ہمہ گیر انقلاب آیا کہ ان کی کایا پلٹ گئی۔ عبادتِ الٰہی اور دعاؤں میں شغف، امامِ وقت کی دل و جان سے اطاعت اور مالی قربانی بشاشت سے کرنے میں بہتوں سے آگے نکل چکے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں:۔ (الفضل ۱۰ر جنوری ۱۹۷۸ء)

حلقہ بگوشِ احمدیت ہونے کے بعد قادیان کے تاریخی دورہ کا سب سے پہلا ثمرہ ترکِ شراب نوشی تھا۔ ساتھ ہی جوا اور سگریٹ نوشی سے بھی توبہ کر لی۔ میں گھوڑوں، کتوں اور تاش وغیرہ پر جوئے کی بڑی بڑی شرطیں لگایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تاش کی بازی پر اپنی پورے مہینہ کی تنخواہ ہار گیا۔ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد اس لعنت سے چھٹکارا حاصل ہوا۔

احمدیت سے پہلے میں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا تھا اب میں ۱/۳ حصہ کا موصی ہوں اور باقی چندے بھی ادا کرتا ہوں۔

احمدیت نے مجھے نماز اور دعا کا پابند بنا دیا ہے۔

ناروے کے ایک احمدی دوست نور احمد بولستاد ہیں۔ انہوں نے قریباً ۱۶ سال کی عمر میں احمدیت قبول کی جس کے بعد ان کی زندگی میں ایک عظیم تغیر رونما ہوا پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ انہوں نے اپنے آپکو آنریری مربی بھی بنا لیا اور ناروے میں دعوت الی اللہ کی مہم کا آغاز کیا۔ آپ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

"ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے میں
تمام دینی احکام پر عمل کرنے کی کوشش
کرتا ہوں"

حضرت عبدالرحیم صاحب شرما سابق کشن لعل ہندو مذہب سے احمدی ہوئے تھے۔ آپ ریاست پٹیالہ میں داروغہ جنگی یعنی سپرنٹنڈنٹ تھے۔ جب قادیان منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو دس روپے ماہوار کی پیشکش کو منظور کر لیا۔ اس میں سے بھی پانچ روپے اپنی ہندو والدہ کو بھیج دیتے۔ آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو لکھا کہ میں پانچ روپے میں خود گزارہ کر لوں گا اور اگر اس سے بھی کم میں میرا گزارہ ممکن ہوا تو اس سے بھی کم لینے کو تیار ہوں۔ جب یہ احمدی ہوگئے تو والدہ ان کو دیکھ کر روتی رہتی اور اس قدر روتی کہ گھگھی بندھ جاتی اور دور دور تک اُن کے رونے کی آواز سنائی دیتی۔

(رفقائے احمد جلد ۱۰۔ صہ ۹۱-۹۲)

لیکن دین کی طرف بڑھنے والے قدموں کو کوئی چیز نہ روک سکی۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سابق ہرش چندر کی والدہ کا بھی یہی حال تھا۔ اُن کے والد دھوکے سے انہیں قادیان سے لے گئے اور تحریر دی کہ والدہ، بھائی بہنوں سے مل کر واپس آجائے گا۔ ماں ایک بار قادیان میں اس طرح روتی ہوئی آئیں کہ احمدیہ بازار میں شور مچ گیا۔ لیکن ماں کی محبت اُن کے پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا نہ کرسکی۔ (رفقائے احمد جلد ۹ صٰ۳)

بہرحال جب ان کے والد صاحب نے تحریری اقرار کیا انہیں بہن بھائیوں سے ملنے کے بعد قادیان واپس کردیا جائے گا تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کس اعتماد سے اس پر لکھا " اگر ہمارا ہے تو آجائے گا۔"

(رفقائے احمد جلد ۹ صٰ۴۵)

چنانچہ باوجود اُن کے والد کی عہد شکنی کے یہ کسی نہ کسی طرح پھر قادیان پہنچ گئے۔ اور پھر حضور کے قدموں میں ہی رہے۔

حضرت مولوی ظہور حسین صاحب کو روس میں قید و بند کی صعوبتیں بھی بھگتنی پڑیں۔ وہ اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ کئی دن تک وہ نہ رات کو سو سکے نہ دن کو۔ اور مسلسل فاقے کرنے پڑے۔ ان کے سامنے قید میں سؤر کا گوشت بھی رکھا جاتا تھا جسے وہ کھا نہیں سکتے تھے۔ اور محض پانی میں روٹی بھگو کر کھاتے۔ اُن کو قید میں رکھا گیا۔ اور طرح طرح کی اذیتیں قید میں اُن کو دی گئیں۔

(آپ بیتی مجاہد بخارا)

جب مولوی ظہور حسین صاحب واپس ہندوستان تشریف لائے تو ایک اخبار نے لکھا کہ انہیں :-
"بے کسی اور بے بسی کی حالت میں ۔۔۔۔ بخارا کی طرف جانا پڑا۔ وہ بھی دسمبر کے مہینہ میں جبکہ راستہ برف سے سفید ہو رہا تھا۔ راستے میں روسیوں کے ہاتھ پڑ گئے۔ یہاں آپ پر مختلف مظالم توڑے گئے۔ قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ بے رحمی سے مارا گیا۔ کئی کئی دن سؤر کا گوشت ان کے سامنے رکھا گیا۔ لیکن وہ سرفروش عقیدت جادۂ استقلال پر برابر قائم رہا۔ کوئی شخص جو قید خانے میں انہیں دیکھنے آیا مولوی صاحب اس کو یہ پیغام دینے لگ گئے۔ اس طرح تقریباً چالیس اشخاص احمدی ہوگئے۔" (بحوالہ الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۸۴ء)

لائبیریا میں بہت سے احمدی ٹیکسی ڈرائیور ہیں۔ اور انہوں نے راگ رنگ اور موسیقی کی کیسٹس لگانے کی بجائے اپنی ٹیکسیوں میں حضور کے خطبات اور سوال و جواب کی مجالس کی کیسٹس لگانی شروع کردی ہیں۔ اور وہ سفر شروع کرتے ہی چلا دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مُڑ کر مسافر کو دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کیوں جی! اگر آپ کو ناپسند ہو تو بند کردوں۔ وہ اتنی دیر کے بعد یہ بات پوچھتے ہیں کہ مسافر کو دلچسپی پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے نہیں نہیں آپ جاری رکھیں بلکہ بعض دفعہ سفر ختم ہونے کے بعد بھی وہ ٹیکسی میں بیٹھا رہتا ہے کہ یہ پوری کیسٹ سُن لوں تو اُتروں گا۔

(ضمیمہ ماہنامہ مصباح ستمبر ۱۹۸۷ء صٰ۶)

شجرِ احمدیت کا ایک شیریں پھل وہ دینی غیرت ہے جو احمدیت کی بدولت حاصل ہوئی۔ مغربی افریقہ میں عیسائی سکولوں نے عیسائیت کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

ہمارا ایک احمدی طالب علم کسی زمانہ میں ایک عیسائی ادارے میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ ہر کلاس میں اوّل آتا تھا۔ عیسائی پادریوں نے اسے اپنے دام میں پھنسانا چاہا چنانچہ ایک مرتبہ اسکول میں تقسیم انعامات کے موقع اسے ایک ڈبیہ انعام میں دی گئی۔ اس نے ڈبیہ کو کھولا تو اس کے اندر سے صلیب نکلی۔ اس طالب علم کی غیرتِ ایمانی نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ صلیب کی ڈبیہ انعام میں قبول کرے۔ اس نے یہ کہہ کر کہ مَیں احمدی ہوں۔ آپ کی صلیب قبول نہیں کر سکتا۔ فوراً ڈبیہ ان کی طرف پھینک دی۔ جس سے مجمع میں سنّاٹا چھا گیا۔ جملہ حاضرین اس احمدی طالب علم کی غیرتِ ایمانی کو دیکھ کر عش عش کر اُٹھے۔ (الفضل ۲۵ جنوری ۶۸ء)

گیمبیا میں ایک ماں کا عیسائی بیٹا تھا۔ جس سے ماں کو بڑا پیار تھا۔ مگر عیسائیت سے اُس سے بھی زیادہ پیار تھا۔ جب وہ بیٹا احمدی ہوا تو ماں نے اپنے بیٹے کی شدید مخالفت شروع کر دی۔ پہلے تو وہ برداشت کرتا رہا مگر جب اس کی ماں نے قرآن کریم کی توہین کی تو وہ گھر چھوڑ کر باہر نکل گیا اور پھر دوبارہ اُس گھر میں نہیں گیا اور باہر جا کر دعوت الی اللہ کے ذریعہ اُس نے پانچ عیسائیوں کو احمدیت میں داخل کر لیا۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ستمبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۶)

۱۹۲۸ء کے جلسہ سالانہ کے پہلے روز سیّدنا حضرت مصلح موعود نے احباب جماعت کا غیر معمولی ہجوم دیکھ کر حکم فرمایا کہ اگلے روز اجلاس شروع ہونے سے پہلے پہلے تمام جلسہ گاہ حسب ضرورت وسیع کر دی جائے۔ چنانچہ افسر جلسہ سالانہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی زیر نگرانی احمدیہ سکول کے جملہ سکاوٹ طالب علموں نے محترم چوہدری عبدالواحد صاحب سکاوٹ ماسٹر کی زیر قیادت ساری رات نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کیا اور صبح ہونے تک جلسہ گاہ کو تین طرف سے حسب ضرورت وسیع کر کے دوبارہ تعمیر کر دیا۔ اس عظیم کام میں چھوٹے اور بڑے سب شامل تھے۔ حضرت مصلح موعود نے اگلے روز صبح جلسہ گاہ ملاحظہ فرمانے پر بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور یہ کارنامہ کامیابی سے سرانجام دینے والوں کے لیئے خاص دعا کی۔ ..... نیز حضور کے ارشاد پر افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے اس رات کام کرنے والے تمام سکاوٹوں، کارکنوں اور طالب علموں کو بطور انعام چاندی کے خاص تمغے عطا کیئے گئے۔ (یادیں صفحہ ۱۴۴)

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں:۔

" انگلستان میں جب مَیں تعلیم حاصل کرتا تھا تو بہت سے پاکستانی جو ویسے نماز پڑھتے تھے لیکن لوگوں کے سامنے نماز پڑھنے سے وہ شرماتے تھے بعض احمدی بھی اس کمزوری کا شکار ہوئے۔ چنانچہ ہم نے اُن کو سمجھایا۔ میرے ساتھ میر محمود احمد صاحب ناصر بھی پڑھا کرتے تھے۔ یونیورسٹی میں ہمیں جب وقت ملتا تھا ہم وہاں دونوں مل کر نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ شروع میں لوگوں نے تعجب کیا ہو گا مگر ہمیں کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوئی۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض دفعہ پروفیسر کلاس روم یہ کہہ کر خالی کر دیا کرتے تھے کہ تمہاری نماز کا وقت ہو گیا ہے تم یہاں نماز پڑھو۔"

پھر فرمایا:۔

" مجھے وہ لمحہ بہت پیارا لگتا ہے جو ایک مرتبہ لندن میں New Year's day (نیو ایئرز ڈے) کے موقع پر پیش آیا۔ یعنی اگلے روز نیا سال چڑھنے والا تھا اور عید کا سماں تھا۔ رات کے بارہ بجے سارے لوگ ٹرائفلگر سکوائر میں اکٹھے ہو کر دنیا جہان کی بے حیائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو پھر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تہذیبی روک نہیں، کوئی مذہبی روک نہیں، ہر قسم کی آزادی ہے۔ اس وقت اتفاق سے وہ رات مجھے بوسٹن اسٹیشن پر آئی۔ مجھے خیال آیا جیسا کہ ہر احمدی کرتا ہے اس میں میرا کوئی خاص الگ مقام نہیں تھا اکثر احمدی اللہ کے فضل سے ہر سال کا نیا دن اس طرح شروع کرتے ہیں کہ رات کے بارہ بجے عبادت کرتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملا۔ میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ اخبار کے کاغذ بچھائے اور دو نفل پڑھنے لگا۔

کچھ دیر کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور پھر نماز میں نے ابھی ختم نہیں کی تھی کہ مجھے سسکیوں کی آواز آئی۔ چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انگریز ہے جو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا ہے۔ میں گھبرا گیا میں نے کہا پتہ نہیں یہ سمجھا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں۔ اس لئے شائد بیچارہ میری ہمدردی میں رو رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں ہوا میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا ہے۔ اس چیز نے اور اس موازنے نے میرے دل پر اس قدر اثر کیا ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ بار بار کہتا تھا:-

God Bless you. God Bless you. God Bless you. God Bless you.

(خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔)

(الفضل ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۳ء)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم برادرم چوہدری مقصود احمد صاحب ڈسپنسر فضل عمر ہسپتال ربوہ کو مورخہ ۸۸-۱-۱۳ کو فرزند سے نوازا ہے۔ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے نومولود کا نام اسد مقصود تجویز فرمایا ہے۔

نومولود مکرم چوہدری محمد علی صاحب نمبردار آف ننگل باغبانان نزد قادیان حال ۸/۲ محلہ فیکٹری ایریا ربوہ کا پوتا اور مکرم حوالدار چوہدری بشیر احمد صاحب آف گوکھووال کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

(مبارک احمد خالد مینجر و پبلشر خالد و تشحیذ۔ ربوہ)

۱۹۸۸ء میں کھیلوں کے اہم عالمی مقابلے

۱۹۸۸ء اولمپک مقابلوں کا سال ہے۔ موسم سرما کے اولمپک مقابلے کینیڈا کے شہر کالگری میں ۱۳ سے ۲۸ فروری تک منعقد ہوں گے۔ جبکہ موسم گرما کے اولمپک مقابلے کوریا کے دارالحکومت سیول میں ۱۷ ستمبر سے ۲ اکتوبر تک ہوں گے۔ موسم گرما کے اولمپک مقابلوں میں ۲۶ کھیلیں شامل ہیں۔ اولمپک مقابلوں کی تاریخیں مخصوص ہیں ان میں کسی غیر معمولی واقعہ کے سوا تبدیلی کا امکان نہیں۔ ذیل کی سطور میں ۱۹۸۸ء کے دوران دنیا بھر میں معروف کھیلوں کے عالمی مقابلوں کی تاریخیں شائع کی جارہی ہیں۔ کرکٹ کے مقابلوں اور مختلف ممالک کے درمیان سیریز کے اوقات ان میں شامل نہیں کھیلوں کے عالمی مقابلوں کی ذیل میں شائع ہونے والی تاریخیں حتمی نہیں ہیں منتظمین اپنی صوابدید اور سہولت کے پیش نظر ان میں تبدیلی کرلیا کرتے ہیں۔ کھیلوں کی تفصیل حروف ابجد کے لحاظ سے ہے۔

★ ایتھلیٹکس مقابلے یکم جنوری سے شروع ہو کر ۳۱ دسمبر تک جاری رہیں گے۔ انٹرنیشنل کراس کنٹری بلفاسٹ میں ۲ جنوری کو منعقد ہو چکی ہے۔ ۷ فروری کو یورپی خواتین کی کلب کراس کنٹری دوڑ منعقد ہو گی۔ ۱۴ فروری کو بے انٹرنیشنل انڈور میٹنگ جاپان ۵/۶ مارچ۔ یورپی انڈور چیمپئن شپ ۲۰ مارچ وومن ورلڈ ۱۵ کلومیٹر دوڑ۔ ۱۷ اپریل مارس لندن میراتھن۔ ۱۶ جون پراگ انٹرنیشنل مقابلے۔ ۲۷/۳۱ جولائی ورلڈ جونیئر چیمپئن شپ کینیڈا۔ ۲ ستمبر نئی دہلی انٹرنیشنل چیمپئن شپ۔

★ بیڈمنٹن۔ ۱۹۸۷ء ورلڈ گرینڈ پری کے فائنل چھ تا دس جنوری ۱۹۸۸ء کوالالمپور میں ہونگے ۱۶/۲۰ مارچ آل انگلینڈ اوپن ویمبلے۔ ۲۳ مئی سے ۵ جون تک تھامس کپ اور اوبر کپ کے فائنل کوالالمپور۔

★ بیس بال۔ ورلڈ سیریز مقابلے ۱۵ سے ۲۳ اکتوبر تک (امریکہ)

★ باکسنگ۔ مائیک ٹائی سن اور لیری ہومز کے درمیان عالمی ہیوی ویٹ اعزاز کے لیئے مقابلہ اٹلانٹک سٹی میں ۲۲ جنوری کو ہو گا۔

★ سائیکلنگ۔ ٹور ڈی فرانس سائیکل ریس ۴ سے ۲۴ جولائی تک ہو گی۔

★ گولف۔ ۱۱ سے ۱۴ فروری ہونولولو میں ہوائی اوپن چیمپئن شپ ۷ تا ۱۰ اپریل یو ایس ماسٹرز گولف۔ ۵ تا ۸ مئی۔ ایسم یورپی گرینڈ پرکس۔ ۲ تا ۵ جون برٹش ایمچور چیمپئن شپ ۱۴ تا ۱۸ جون۔ برٹش اوپن وومن ایمچور چیمپئن شپ ۱۶ تا ۱۹ جون۔ یو ایس اوپن ۲۳ تا ۲۶ جون۔ فرنچ اوپن ۲۹ جون تا دو جولائی۔ مونٹی کارلو اوپن ۲۱ تا ۲۴ جولائی۔ یو ایس وومن اوپن بالٹی مور ۴ تا ۷ اگست

برٹش وومن اوپن اگست میں۔ وومن انٹرنیشنل ورلڈ چیمپئن شپ ۸ تا ۱۱ر ستمبر۔ یورپی اوپن گولف چیمپئن شپ انگلینڈ۔ وومن ٹیم چیمپئن شپ سوئٹزرلینڈ۔

★ **جمناسٹک** ۔ ۱۶ر جنوری سے انگلینڈ کے رائل البرٹ ہال میں چیمپئنز کپ جمناسٹک مقابلے۔ ۱۷ سے ۱۸ر دسمبر کرافٹ انٹرنیشنل چیمپئن شپ انگلینڈ۔

★ **ہاکی** ۔ ۲۵ر مارچ سے یکم اپریل تک چیمپئنز ٹرافی ہاکی ٹورنامنٹ لاہور۔ ۱۲ سے ۲۴ر اگست تک ہالینڈ میں مردوں اور عورتوں کا انٹرنیشنل ہاکی ٹورنامنٹ۔

★ **گھڑ دوڑ** ۔ ۲۸ر اپریل ۱۰۰۰ گینز ۳۰ر اپریل ۲۰۰۰ گینز نیو مارکیٹ انگلینڈ۔ یکم جون اپسم ڈربی۔

★ **جوڈو** ۔ ۹ تا ۱۰ر اپریل مردوں اور عورتوں کے لئے برٹش اوپن جوڈو چیمپئن شپ۔

★ **کراٹے** ۔ ۱۲ تا ۱۶ر اکتوبر۔ قاہرہ میں عالمی چیمپئن شپ برائے کراٹے۔

★ **پولو** ۔ ۳۰ر مئی تا ۱۹ر جولائی برٹش اوپن ٹورنامنٹ کاوڈری پارک۔

★ **شوٹنگ** ۔ ۱۲ تا ۱۸ ستمبر ورلڈ سپورٹنگ چیمپئن شپ (ویسٹ مڈلینڈ)

سنوکر ۔ بی اینڈ ایچ ماسٹرز چیمپئن شپ ویمبلے (انگلینڈ) ۲۴ تا ۳۱ر جنوری۔

★ **فٹ بال** ۔ ۲ر مارچ یورپی کپ۔ ۱۴ر مارچ ایف اے کپ فائنل (ویمبلے) ۱۰ تا ۲۵ر جون یورپی چیمپئن شپ فائنلز مغربی جرمنی۔ ۶ تا ۱۰ر اگست انگلش لیگ کی صد سالہ تقریبات کے میچ۔

★ **سکواٹش** ۔ ۴ تا ۸ر فروری سویڈش اوپن سٹاک ہالم۔

۲۶ تا ۲۸ر فروری آسٹریلین اوپن چیمپئن شپ۔ یکم تا چھ مارچ سپین اوپن۔ تین تا چھ مارچ سوئس اوپن (جنیوا) ۸ تا ۱۳ر مارچ فرنچ اوپن۔ پیرس۔ ۹ تا ۱۵ر مئی ورلڈ اوپن ایمسٹرڈیم یکم تا ۷ر اگست۔ آسٹریلوی اوپن ۲۴ تا ۲۸ر اگست۔ نیوزی لینڈ اوپن ۳۰ر اگست تا ۴ر ستمبر۔ ہانگ کانگ اوپن ۵ تا گیارہ ستمبر۔ سنگاپور اوپن بارہ تا اٹھارہ ستمبر۔ ملائیشیا اوپن ۱۹ تا ۲۵ر ستمبر۔ پاکستان اوپن کراچی ۱۹ تا ۲۲ر اکتوبر۔ یو ایس اوپن ۲۴ تا ۳۰ر اکتوبر۔ کینیڈا اوپن ۱۶ تا ۱۹ر نومبر پی آئی اے ماسٹرز کراچی۔

★ **ٹیبل ٹینس** ۔ ۲۰ تا ۲۳ر جنوری لیڈز انگلش اوپن۔ ۱۲ تا ۱۴ر فروری یورپی ٹاپ ۱۲ کھلاڑیوں کے مقابلے۔ ۱۷ تا ۱۹ر مارچ یورپی چیمپئن شپ پیرس۔ ۲۳ر اپریل یورپی کپ فائنل مقابلے۔

★ **ٹینس** ۔ ۱۱ تا ۲۴ر جنوری آسٹریلوی اوپن ٹینس۔ یکم تا سات فروری۔ نیسکو سپر سیریز برسلز پانچ تا سات فروری۔ ڈیوس کپ پہلا راؤنڈ ورلڈ گروپ امریکن زون ایشیا اوشیانا زون ۲۳ر مئی تا ۵ر جون فرنچ اوپن ٹینس۔ ۱۹ تا ۲۶ر جون ایڈی ڈاس انٹرنیشنل جونیئرز ۲۰ر جون تا ۳ر جولائی آل انگلینڈ چیمپئن شپ ومبلڈن۔ ۲۲ تا ۲۴ر جولائی ڈیوس کپ ورلڈ گروپ سیمی فائنل مقابلے۔ یکم تا سات اگست یو ایس کلے کورٹ چیمپئن شپ۔ ۳۰ر اگست تا گیارہ ستمبر یو ایس اوپن چیمپئن شپ۔

★ **رسہ کشی** ۔ ۲۲ تا ۲۵ر ستمبر ورلڈ چیمپئن شپ ۱۴ تا ۱۵ر اکتوبر انگلینڈ چیمپئن شپ۔

★ **ویٹ لفٹنگ** ۔ ۱۹ تا ۲۹ر مئی ورلڈ اور یورپی

(باقی صفحہ ۳۵ پر)

اپنا تلفّظ درست کیجئے!

(مکرم ظفراللہ خان صاحب طاہر)

تلفّظ کو ہر زبان میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ زبان کا حسن اور خوبصورتی تلفّظ کی درستگی کو چاہتے ہیں۔ عام گفتگو ہو یا کسی مجمع میں تقریر ہو اس میں تلفّظ کی صحت کا وہی مقام ہے جو ایک جسم میں رُوح کا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ایک دوست ایک بڑے عظیم الشان اجتماع سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ چہرے پر غصّے کے آثار نمایاں تھے۔ تیوری چڑھی ہوئی تھی۔ کسی صاحب نے ان سے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ دریافت کر ہی لیا کہ صاحب! اتنے عظیم الشان اجتماع میں سے واپس تشریف کیوں لا رہے ہیں؟ اُن صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ جناب! اجتماع تو بہت اچھا ہے مگر مقرر اردو زبان کا ستیاناس کیئے جا رہے ہیں۔ ایک غلطی پر صبر کیا۔ دوسری مرتبہ ضبط سے کام لیا۔ جب دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا تو اُٹھ کر چلا آیا ہوں۔

حقیقت یہی ہے کہ تلفّظ کی غلطی سے جس قدر بُرا اثر اہلِ زبان پر پڑتا ہے اس کا اندازہ کرنا عام لوگوں کے لئے مشکل ہے۔

ہماری زبان اُردو میں بھی تلفّظ کو بہت اہمیت حاصل ہے اس لیئے قارئین کے لیئے ذیل میں مشہور اور عام مستعمل کلمات والفاظ دیئے جاتے ہیں تاکہ تلفّظ کی درستگی میں مدد مل سکے۔

۱۔ ساکن الاوسط الفاظ:۔

ان الفاظ میں سے ہر لفظ کا درمیانی حرف ساکن ہے اس لیئے اسے متحرّک کر کے پڑھنا غلط ہے۔

ا۔ اَبْر۔ اَجْر۔ اِذْن۔ اَمْن۔ اَرْض۔ اَسْپ۔ اِسْم۔ اَصْل۔ اَہْل۔ اَمْر۔ اَشْک۔

ب۔ بَسْط۔ بَعْد۔ بُعْد۔ بَحْر۔ بُخْل۔ بَدْر۔ بُرْج۔ بَخْت۔ بَرْق۔ بَرْف۔ بَرْگ۔ بَزْم۔ بِنْت۔ بَعْض۔ بَعْث۔ بَخْش۔ بَطْن۔

پ۔ پَشْم۔ پُشْت

ت۔ تَخْت۔ تُخْم۔ تَلْخ۔ تُرْک۔ تَرْک۔

ث۔ ثَبْت

ج۔ جُرْم۔ جَہْل۔ جَشْن۔ جَزْم۔ جُزْو۔ جِسْم۔ جَبْر۔ جَسْت۔ جَذْب۔

چ۔ چُسْت۔ چَشْم۔ چَرْخ۔

ح۔ حِرْص۔ حُکْم۔ حَمْد۔ حُسْن۔ حَرْف۔ حَلْق۔ حِرْز۔ حِلْم۔ حَشْو۔ حِفْظ۔ حَشْر۔ حَرْب۔

خ۔ خُشْک۔ خَلْق۔ خُلْق۔ خُلْد۔ خَمْر۔

د۔ ذ۔ ر۔ ز:۔ دَرْد۔ دَشْت۔ دَسْت۔ دَہْر۔ دَفْن۔ دَرْس۔ ذِہْن۔ ذِکْر۔ رَحْل۔ رَطْل۔ رَشْک۔ رَزْم۔ رَحْم۔

رسم۔ ربط۔ رقص۔ رمز۔ رہن۔ زرق۔ زرد۔ زلف
زخم۔ زہر۔ زہد۔
س۔ رہو۔ سُست۔ سلب۔ سخت۔ سبز۔ سرو۔ سرد۔
سخی۔ سعد۔ سحر۔
ش۔ شرح۔ شمع۔ شرم۔ شہد۔ شکر۔ شکل۔ شمس۔
شرک۔ شرط۔ شوق۔ شہر۔ شہد۔
ص۔ صرف۔ صرف۔ صدق۔ صنف۔ صبر۔ صلح۔ صبح
ض۔ ضبط۔ ضرب۔ ضعف۔ ضمن۔
ط۔ طفل۔ طبع۔ طنز۔ طرز۔ طعن۔
ظ۔ ظرف۔ ظلم۔ ظہر۔
ع۔ علم۔ عفو۔ عصر۔ عدل۔ عضو۔ عبد۔ عرش۔ عزم۔ غرض
عشق۔ عقل۔ عجز۔ عہد۔ عمر۔ عذر۔ عکس۔ عقد۔ عرف۔
عطر۔
غ۔ غرق۔ غرب۔ غدر۔
ف۔ فقر۔ فجر۔ فصل۔ فتح۔ فضل۔ فرد۔ فخر۔ فرض۔ فصد۔
فرش۔ فرق۔ فکر۔ فسق۔ فہم۔
ق۔ قطب۔ قہر۔ قرض۔ قصد۔ قرب۔ قحط۔ قصر۔ قبل۔
قتل۔ قطع۔ قبر۔ قسم۔ قفل۔ قبح۔ قلب۔
ک۔ کشت۔ کفر۔ کرب۔ کبر۔ کشف۔ کرم
ل۔ لعن۔ لطف۔ لحن۔ لفظ
م۔ مرغ۔ محض۔ ملک۔ ملک۔ مشت۔ مشک۔ مست
مرگ۔ مرد۔ مہر۔ مشق۔ مغز۔ مفت۔ محو۔ مثل۔
ن۔ نقل۔ نقص۔ نسل۔ نقد۔ نخل۔ نظم۔ نثر۔ نرم۔ نشر۔
نقض۔ نقش۔ نبض۔ نذر۔ نجم۔ نرخ۔ نحس۔ نفس۔
ذات۔ نطق۔
و۔ وجد۔ وسط۔ وزن۔ وضع۔ وقت۔ وصل۔ وہم۔
وعظ۔ وصف۔ وقف۔

ہ۔ ہجو۔ ہجر۔ ہضم۔

۲۔ متحرک الاوسط الفاظ:۔

ان الفاظ میں سے ہر ایک لفظ کا درمیانی حرف متحرک ہوگا۔ درمیانی حرف کو ساکن کرنا درست نہیں

ا:۔ احد۔ احد۔ اُحد۔ ادب۔ اَدق۔ اجل۔ ارم۔ افق۔
اثر۔ اجڑ۔ الجھ۔ اسد۔ اٹل۔ ازل۔ ابد۔ الم۔
اُمم۔
ب:۔ بجز۔ بدل۔ بدن۔ بشر۔ بغل۔ بہم۔ بہک۔
بسر۔ بچھڑ۔ بصر۔ برس۔ بھرم۔ بھٹک۔
بھڑک۔
پ:۔ پدر۔ پسر۔ پلٹ۔ پگھل۔ پہر۔ پہل۔ پھبن۔
ت:۔ تپش۔ تلف۔ تڑپ۔ تھرک۔
ٹ:۔ ٹھہر۔
ث:۔ ثمر
ج:۔ جدل۔ جسد۔ جگر۔ جہت۔ جلن۔ جھجک۔
چ:۔ چبھن۔ چمن۔ چمک۔ چلن۔ چٹک۔ چھلک۔
ح:۔ حشم۔ حسب۔ حجر۔ حذر۔ حضر۔ حسد۔ حرم۔
خ:۔ خجل۔ خبر۔ خرد۔ خطر۔ خزف۔ خلش۔
د:۔ دھن۔ دھڑک۔ دگر۔ دنک۔ دوم۔
ر:۔ رسن۔ روش۔ رقم۔ رسد۔ رسل۔
ز:۔ زمن۔
س:۔ سلف۔ سبد۔ ستم۔ سفر۔ سمن۔ سند۔ سپر۔ سبب۔
سبق۔ سحر۔ سقر۔ سرک۔ سوم۔ سبک۔
ش:۔ شغف۔ شرف۔ شکم۔ شرر۔ شفق۔ شکن۔ شجر۔
ص:۔ صدف۔ صفت۔ صنم۔
ط:۔ طلب۔ طرب۔ طرف۔ طمع

ظ :- ظفر۔

ع :- عوض - عرق - عدم - عمل - عدد - عجب - عرب - عجم - عسل - عبث -

غ :- غضب - غلط - غرض - غزل - غلو -

ف :- فقط - فلک -

ق :- قلق - قدح - قفس - قدم - قمر - قسم -

ک :- کتب - کفن - کرن - کسک - کرم - کہن - کمر - کشش - کھنک -

گ :- گزٹ - گرج - گجر - گرہ - گزر - گہر - گھٹن -

ل :- لحد - لپٹ - لپک - لچک - لرز - لکد -

م :- مرض - مصر - مضر - ملک - ملک - مہک - محن - محل - مگس - مچل - مثل - مسل - مغل -

ن :- نظر - نفس - نگر - نکھر - نکل - نگل - نجف - نمو - نسب - نمک -

و :- وطن - ورق - ورع - وضو - ورم -

ہ :- ہنر - ہزل - ہدف

(باقی - باقی)

بقیہ :- کھیلوں کے عالمی مقابلے از صلا ۳۲

جونیئر چیمپئن شپ یونان - ۱۶ تا ۱۹ جون یورپی خواتین کی چیمپئن شپ۔

★ ریسلنگ - ۲۰ فروری انگلش اوپن مانچسٹر ۱۵ تا ۱۶ اپریل یورپی چیمپئن شپ - ۹ تا ۱۰ جولائی ورلڈ جونیئر چیمپئن شپ ؎

(بحوالہ جنگ لاہور ۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء)

بقیہ حیرت انگیز حقائق - از صفحہ ۴۴

- بندروں کے دو دماغ ہوتے ہیں۔ ایک دماغ اس کے جسم کو کنٹرول کرتا ہے جبکہ دوسرا اس کی دُم کو۔
- ایک ریشم کا کیڑا تقریباً ایک ہزار گز ریشم پیدا کرتا ہے۔
- سفید ہاتھی تھائی لینڈ میں پائے جاتے ہیں۔
- چمگادڑ ایسا جانور ہے جو اُڑتا بھی ہے اور دودھ بھی دیتا ہے۔
- کتے کے ۴۲ دانت ہوتے ہیں۔
- برازیل میں کچھ ایسی مکھیاں پائی جاتی ہیں جو کھٹا شہد بناتی ہیں۔
- مشہور جانور یاک کا دودھ گلابی رنگ کا ہوتا ہے۔
- پفن ایک سمندری پرندہ ہے جو ۲۴ گھنٹوں میں اپنے وزن کے برابر خوراک کھا جاتا ہے۔

جوتوں کی دنیا ـــ ایک نظر میں

اقوام متحدہ کے اعلان کے مطابق دنیا کی آبادی پانچ ارب ہو چکی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں دس ارب پاؤں ہونے چاہئیں۔ اگر معذوروں، بیماروں، نوزائیدہ بچوں اور ایسے علاقوں کے باشندوں کو جہاں جوتے استعمال نہیں ہوتے اس تعداد میں سے خارج کر دیا جائے تو دنیا میں ساڑھے تین ارب سے چار ارب جوتے درکار ہیں۔

دنیا میں سب سے زیادہ جوتے امریکہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ وہاں ہر سال تقریباً ۳۲ روڑ جوڑے جوتے دوسرے ملکوں سے درآمد کئے جاتے ہیں اور تیس کروڑ جوڑے جوتے ملک کے اندر تیار ہوتے ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں امریکہ میں جوتوں کے ۲۹ کروڑ ۸۴ لاکھ جوڑے تیار ہوئے جن کی مالیت ۴ ارب ۶۰ کروڑ ڈالر تھی۔ اسی سال تقریباً اتنی ہی مالیت کے ۷۲ کروڑ ۵۹ لاکھ جوڑے جوتے درآمد کئے گئے۔ جن میں تائیوان سے ۳۰ کروڑ ۷۱ لاکھ، کوریا سے ۱۱ کروڑ ۸۰ لاکھ اور برازیل سے درآمد ہونے والے ۱۱ کروڑ جوڑے جوتے شامل تھے۔

۱۹۸۴ء میں امریکہ کے باشندوں نے ایک ارب جوتے خریدے جن کی مالیت ۸ ارب ۶۰ کروڑ ڈالر تھی۔ اس طرح ۱۹۸۴ء میں امریکہ میں جوتوں کا فی کس استعمال ۴ر۲۵ رہا (پاکستان میں یہ شرح ۱ر۵ ہے)۔ امریکہ سے ۸۸ لاکھ جوڑے جوتے برآمد ہوئے جن سے ۹ کروڑ ۷۳ لاکھ ڈالر کا زرمبادلہ حاصل ہوا۔

اٹلی دنیا میں جوتے سازی کا سب سے بڑا مرکز ہے اٹلی کی برآمدات کا بڑا حصہ جوتوں پر مشتمل ہوتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے اس ملک کی صرف جوتوں کی برآمد سے جتنی آمدنی ہے وہ پاکستان کی کل برآمدات کی آمدنی سے زیادہ ہے۔ اٹلی کے بعد دوسرے نمبر پر تائیوان ہے اور تیسرے نمبر پر کوریا ہے۔ ان دونوں ملکوں نے چند سالوں کے اندر جوتے سازی کی صنعت میں زبردست ترقی کی ہے اور کوریا دنیا بھر میں جوتوں کی برآمد کے اعتبار سے اس وقت تیسرے درجہ پر ہے۔ ایتھلیٹک جوتے بنانے میں کوریا دنیا میں سب سے آگے ہے۔ ۱۹۸۴ء میں کوریا سے برآمد ہونے والے جوتوں کی ۵۸ فی صد تعداد ایتھلیٹک جوتوں پر مشتمل تھی۔ ۱۹۸۵ء میں اٹلی نے ۴ر۵ ارب ڈالر مالیت کے جوتے برآمد کئے۔ جبکہ اسی سال تائیوان نے ۲ر۳ ارب ڈالر مالیت کے اور کوریا نے ۱ر۶ ارب ڈالر مالیت کے جوتے برآمد کئے۔ کوریا میں ہر سال جوتوں کے ۴۰ کروڑ جوڑے تیار ہوتے ہیں۔ ملک میں جوتے سازی کے ۱۱۵ کارخانے ہیں جن میں ۵ بہت بڑے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں ۳۰ مختلف اقسام کے جوتے تیار ہوتے ہیں اور ہر ایک میں ملازمین کی تعداد ۷ ہزار سے زائد ہے۔ دنیا میں جوتا سازی کا سب سے بڑا کارخانہ بھی کوریا میں ہے جس میں ۱۵ ہزار کارکن کام کرتے ہیں۔

۱۹۸۵ء میں کوریا میں جوتوں کے ۳۴ کروڑ ۲۰ لاکھ جوڑے تیار ہوئے جن میں سے ۲۵ کروڑ ۹۰ لاکھ جوڑے برآمد کر دیئے گئے اور ۸ کروڑ ۳۰ لاکھ جوڑے مقامی استعمال میں آئے۔

(بشکریہ رابطہ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

سوغات

ملک ملک کی معلوماتی، دلچسپ اور فکر انگیز خبریں

چین کی پہلی مسجد

عوامی جمہوریہ چین میں مسلمان بالکل اسی طرح رہتے ہیں جیسے دنیا کے کسی بھی اسلامی ملک میں مسلمان رہتے ہیں۔ اور پوری مذہبی آزادی، اسلامی روایات کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ بھارتی صحافیوں کا ایک وفد پچھلے دنوں چین کے مطالعاتی دورے پر گیا تھا۔ اس نے واپس بھارت پہنچ کر ان تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے چین کی مساجد کے بارے میں ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس میں کینٹن کی ایک تاریخی مسجد کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ یہ چین کی پہلی مسجد ہے جسے عہدِ رسالتؐ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت وقاص رضؓ نے تعمیر کرایا اور بعد کے لوگوں نے یکے بعد دیگرے اس کی تجدید کی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے وقت و حالات کے ساتھ نازل ہونے والی بلاؤں سے اسے محفوظ رکھا اور اس کی شان و شوکت اب تک برقرار ہے۔ بھارتی جریدہ نے دعویٰ کیا ہے کہ برصغیر کا یہ واحد جریدہ ہے جس نے عہدِ رسالتؐ میں تعمیر شدہ چین کی پہلی مسجد کے اندرونی و بیرونی مناظر کی دلکش و نایاب تصاویر شائع کی ہیں۔ بھارتی صحافی لکھتا ہے کہ جب ہم مسجد کی جانب جا رہے تھے تو ایک چینی لڑکی نے ہمارے قریب آ کر ہماری راہنمائی کرتے ہوئے کہا "کیا آپ مسلمان ہیں؟ میں بھی مسلمان ہوں۔ میرا نام ہبینہ ہے"۔

(جنگ لاہور ۱۱ر جنوری ۱۹۸۸ء)

کیلنڈر کی تاریخ

لندن۔ آثارِ قدیمہ کے بارے میں ایک ریسرچ سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ ۱۲ ہزار برس قبل آدم خور انسان بھی کیلنڈر بناتے تھے۔ ایک آزاد اخبار نے لکھا ہے کہ جانوروں کی ہڈیوں کا تجزیہ کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ کس طرح انہوں نے ایک خرگوش کی دو ٹانگوں کی ہڈیوں کو کاٹ کر ۲۹ حصوں میں تقسیم کیا تھا جو قمری مہینے کے دنوں کے برابر تھے۔ لنکا شائر یونیورسٹی کے ماہر آثارِ قدیمہ روجر جیکب نے کہا ہے کہ خرگوش کی ٹانگوں کو قمری کیلنڈر کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ انکشاف اس لحاظ سے اہم ہے کہ جن غاروں سے خرگوش کی ہڈیوں کے ڈھانچے ملے ہیں اُن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہاں آدم خور انسان رہتے تھے۔

(جنگ ۲۴ر جنوری ۱۹۸۸ء)

قدیم ترین رسم الخط

چین کے صوبہ ہنان میں ۸ ہزار پرانی تحریریں ملی ہیں جو پتھروں اور ہڈیوں پر لکھی گئی تھیں۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کے مطابق یہ دنیا کا قدیم ترین رسم الخط ہے۔

(جنگ ۱۶ر دسمبر ۱۹۸۷ء)

جنگی تیاریاں

دنیا بھر میں جنگی تیاریوں میں اضافے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اور مسلح افواج کی تعداد میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ اس امر کا انکشاف ایک سروے رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال مسلح مردوں اور عورتوں کی تعداد میں دس لاکھ کا اضافہ ہؤا۔ اور اب دنیا میں ۲ کروڑ ۰۷ لاکھ افراد مسلح ہیں۔ روس کی فوجی طاقت میں بھی اضافہ ہؤا ہے اور اسکے فوجیوں کی تعداد ۳۸ لاکھ ہو گئی ہے۔ ۱۹۸۷ء کے اختتام پر امریکی فوج کی تعداد ۲۲ لاکھ تھی۔

(جنگ ۱۶ر جنوری ۱۹۸۸ء)

دنیا بھر میں ۱۹۸۷ء کے دوران فوجی مقاصد کیلئے ۹۳۰ ارب ڈالر کی ریکارڈ رقم خرچ کی گئی جو کہ ۱۹۸۶ء میں خرچ ہونے والی رقم سے ۵۰ ارب ڈالر زیادہ ہے۔ ایک امریکی دفاعی ماہر کے جمع کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۸۷ء کے دوران امریکہ نے دفاع پر ۲۹۳ اور روس نے ۲۶۰ ارب ڈالر خرچ کئے جو کہ مجموعی اخراجات کا ۶۹ فیصد ہے۔ امریکی ماہر کے مطابق ترقی یافتہ ممالک نے مجموعی طور پر فوجی مقاصد کے لیے ۱۴۰ ارب ڈالر کی رقم خرچ کی جو کہ ۱۹۸۶ء کے مقابلے میں ۵ ارب ڈالر کم ہے۔ ۱۹۸۷ء کے دوران دنیا کے مختلف حصوں میں ۲۲ لڑائیاں جاری رہیں جن میں ۲۲ لاکھ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں ۶۴ فیصد افراد سویلین تھے۔ (جنگ ۱۵ر جنوری ۱۹۸۸ء)

مریض اور معذور بچے

امریکہ کے محکمۂ صحت کا کہنا ہے کہ اِس سال نیویارک کی ریاست میں ایک ہزار ایسے بچے پیدا ہوں گے جو پیدائشی طور پر ایڈز کے مریض ہوں گے۔ بچوں کی یہ تعداد گزشتہ برس کے دوران کیے جانے والے ایک ٹسٹ کے نتیجہ میں معلوم ہوئی ہے۔

بھارت پلاننگ کمیشن کی سالانہ رپورٹ کے مطابق بھارت کے ۴ء۹۳ فیصد عوام کی سالانہ فی کس آمدنی ۳۸۸ روپے ہے۔ رپورٹ کے مطابق والدین کی غربت کی وجہ سے آئندہ سال بھارت میں ۴ کروڑ بچے اندھے اور معذور پیدا ہوں گے اور غذائی کمی کی وجہ سے ہر گھنٹے میں ۲۵ بچے اندھے پیدا ہوتے ہیں۔ ہر منٹ میں چھ بھارتی بچے پیچش کے مرض سے مرجاتے ہیں ۵ سے ۱۰ سال کی عمر کے پونے دو کروڑ بچے روزانہ ۱۲ تا ۱۳ گھنٹے ایسی محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں جو صحت کے لیے خطرناک ہے۔

(جنگ ۱۵ر جنوری ۱۹۸۸ء)

روسی بچوں کے جرائم

ایک نئے روسی میگزین نے نئے قائم شدہ چلڈرن فنڈ کے چیئرمین کی تقریر شائع کی ہے۔ چیئرمین البرٹ لخانوف نے کہا کہ آجکل ملک میں ہر پانچویں ڈکیتی، ہر تیسرا زنا بالجبر، ہر تیسری چوری اور ہر دوسری کار چوری نوعمر مجرم کرتے ہیں۔ لخانوف کا کہنا تھا کہ ہر سال ۱۴ ہزار نوجوان لوگوں پر منشیات

کا الزام لگایا جاتا ہے اور ۱۴ ہزار امراض مخصوصہ کے کیس رپورٹ ہوتے ہیں جن میں ۶۶ فیصد لڑکیاں ہوتی ہیں۔

(جنگ ۷ر جنوری ۱۹۸۸ء)

بچّوں کی ہلاکت

برطانوی جونیئر وزیر صحت ایڈوناکری نے خبردار کیا ہے کہ اس برس ۹۰ ہزار بچے سگریٹ نوشی کے باعث قبل از وقت مرجائیں گے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ۱۶ برس کی عمر کے بچوں کی موجودہ آبادی میں سے تقریباً دس لاکھ بچّوں کا سگریٹ نوشی کے نتیجہ میں ہلاک ہونے کا خدشہ ہے انہوں نے مزید کہا کہ سگریٹ نوشی کرنے والی خواتین کے بچّوں کے دماغ چھوٹے ہوتے ہیں اور وہ پست قد اور کم وزن ہوتے ہیں۔

(جنگ ۷ر جنوری ۱۹۸۸ء)

یونیسف کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں غذائی قلت کے باعث ہر ماہ دس لاکھ چھوٹے بچے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (جنگ ۱۳ر جنوری ۱۹۸۸ء)

یہودیوں کو زیادہ بچے پیدا کرنے کی ہدایت

یہودیوں کی عالمی تنظیم نے یہودیوں سے کہا ہے کہ وہ دنیا میں اپنی تعداد بڑھانے کے لیئے زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کریں۔ یہودی رہنماؤں نے کہا ہے کہ یہ کام منصوبہ بند طریقے سے شروع کیا جائے گا جس پر کروڑوں روپے خرچ ہوں گے۔ ایک مصری روزنامے کے مطابق ۱۹۸۵ء میں پوری دنیا میں کُل ایک کروڑ ۲۸ لاکھ یہودی تھے۔ جن میں سے ۹۳ لاکھ یہودی اسرائیل سے باہر کے ملکوں میں ہیں۔

(جنگ ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۷ء)

سیاسی قیدی

عالمی تحریک بحالی انسانی حقوق کے چیئرمین انور پیرزادہ نے مختلف ممالک میں لوگوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور ان ممالک میں مقید سیاسی قیدیوں کی حالت زار کے متعلق سالانہ رپورٹ پیش کردی ہے ..... رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ دنیا کے مختلف ۱۹ ممالک میں سیاسی اور نسلی بنیادوں پر گرفتار کئے جانے والے افراد کی تعداد ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۷ء تک ایک لاکھ ۹۰ ہزار ۶ سو گیارہ تھی۔ ۱۹۸۷ء میں سب سے زیادہ افراد جنوبی افریقہ میں گرفتار کیئے گئے۔ جنوبی افریقہ میں مقید قیدیوں کی تعداد چوبیس ہزار تین سو اڑتیس ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اس وقت ۱۱۱۲ سیاسی قیدی مختلف جیلوں میں موجود ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت کی مخالفت کے ضمن میں جو لوگ گرفتار کیئے جاتے ہیں ان میں سے ۹۰ فیصد کا تعلق مختلف سیاسی جماعتوں سے ہوتا ہے اور ۱۰ فیصد قیدی نسلی بنیادوں پر گرفتار کیئے جاتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق جنوبی افریقہ میں قیدیوں کی گرفتاری کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حکومت کے خلاف انسانی حقوق کی بحالی کے لیئے مظاہروں میں حصّہ لیا تھا۔ جنوبی افریقہ میں گرفتار کیئے جانے والے تمام قیدیوں کا تعلق سیاہ نسل سے ہے۔ مذکورہ رپورٹ میں جن دیگر ممالک کا ذکر کیا گیا ہے ان میں چلی، جنوبی کوریا، افغانستان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور یوگنڈا شامل ہیں۔ ان ممالک کی جیلوں میں اس وقت ہزاروں قیدی بند ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اب تک مختلف ممالک میں ہزاروں قیدی پولیس فائرنگ کی وجہ سے ہلاک ہوچکے ہیں۔ عموماً ۷۰ فی صد قیدیوں کو ٹرائل کے بغیر جیلوں میں رکھا جاتا ہے جبکہ ۳۰ فی صد نسلی قیدیوں کو سپیشل ٹربیونلوں کے ذریعے ناانصافی کی بنیاد پر

کی جانے والی سماعت کے بعد سزا دی جاتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق نکاراگوا، اسرائیل، جنوبی افریقہ، افغانستان، انڈونیشیا اور کمپوچیا میں قیدیوں کی جیلوں میں تعداد گنجائش سے بھی زیادہ ہے۔ ان جیلوں میں قیدی تپ دق، فالج اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہیں جبکہ جیلوں میں قیدیوں کو طبی سہولتیں بھی فراہم نہیں کی جاتیں۔

(جنگ ۴ر جنوری ۱۹۸۸ء)

برطانوی باشندے

برطانوی باشندے بوڑھے اور تنہا ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ دولت مند بھی ہو رہے ہیں۔ وہ دیر سے شادی کرتے ہیں اور جلد ہی طلاقیں دے دیتے ہیں۔ وہ شادی کے بغیر بچے پیدا کرنے میں بازی لے گئے ہیں۔ یہ باتیں ایک سرکاری سروے میں بتائی گئی ہیں۔ سروے کے مطابق گزشتہ دہائی میں بے گھروں اور گھر والوں دونوں کی تعداد بڑھی ہے ۸۶ء کے آخر میں ۲۲ ہزار گھرانے بے گھر تھے۔ برطانیہ میں عورتوں کی اوسط آمدنی مردوں کی آمدنی سے تین گنا کم ہے۔ برطانیہ کی ایک چوتھائی آبادی تنہا افراد پر مشتمل ہے اور ۵۲ لاکھ تنہا افراد کی عمریں ۶۰ سال سے کم ہیں۔ ہر پانچ بچے میں تقریباً ایک بچہ ناجائز ہوتا ہے۔ برطانیہ میں ناجائز بچوں کی پیدائش کی شرح ۱۸٫۹ فیصد ہے۔ یاد رہے کہ ڈنمارک میں ناجائز بچوں کی پیدائش کی شرح ۴۳ فی صد اور فرانس میں ۱۹٫۶ فی صد ہے۔ گزشتہ برس برطانیہ میں طلاقوں کی شرح ۱۲٫۹ فی ہزار رہی۔ سیاہ فام باشندوں میں بے روزگاری کی شرح سفید فاموں کی نسبت دوگنی ہے۔ کام کرنے والا طبقہ ہفتہ میں ۳۵ گھنٹے ٹی وی دیکھتا ہے۔ ایک کروڑ ۴۰ لاکھ افراد اپنے ذاتی گھروں کے مالک ہیں۔

(جنگ ۱۸ر جنوری ۱۹۸۸ء)

برطانیہ کے محکمہ صحت نے بتایا ہے کہ برطانیہ میں ہر روز کم سے کم پانچ افراد ایڈز کا شکار ہوتے ہیں اور ہر روز ایک نہ ایک شخص اس بیماری سے لقمۂ اجل بنتا ہے۔ گزشتہ بارہ ماہ میں ایڈز کا شکار ہونے والوں کی تعداد دوگنا ہو گئی ہے۔ بارہ سو ستائیس مریضوں میں سے چھ سو اناسی موت کے منہ میں جا چکے ہیں۔ ۳۲ افراد صرف گزشتہ ماہ میں اس موذی مرض کے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں۔ اگرچہ محکمے نے آٹھ ہزار سولہ مریض ریکارڈ کئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے افراد جو ایڈز وائرس سے متاثر ہو چکے ہیں اُن کی مجموعی تعداد پچاس ہزار سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

(نوائے وقت ۱۴ر جنوری ۱۹۸۸ء)

امریکی بوڑھے

امریکہ کو بوڑھوں سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت امریکہ میں سو سال سے زائد عمر کے لوگوں کی تعداد ۳۰ ہزار ہے۔ آئندہ دس پندرہ سال میں ان کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہو جائے گی جبکہ ایسے افراد جن کی عمر ۶۵ برس سے زائد ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ امریکی حکومت اس بارے میں پریشان ہے کہ کچھ عرصہ بعد امریکی معاشرہ بیمار بوڑھوں کا معاشرہ ہوگا۔ اس وقت امریکہ میں اوسط عمر کی حد ریکارڈ سطح پہ آ گئی ہے۔ اور مردوں کی اوسط عمر ۷۰ اور عورتوں کی ۷۸ برس ہے۔ گزشتہ صدی میں اوسط عمر ۳۰ برس تھی۔ کالے باشندوں کی اوسط عمریں بہت کم ہوتی ہیں۔

برطانیہ میں بھی اس صدی کے آخر تک ۸۵ سال اور اس سے زائد عمر والے لوگوں کی تعداد بڑھ کر ۵ لاکھ ہو جائیگی۔ برطانیہ میں اس وقت کام کرنے والے افراد کی تعداد

۳ کروڑ ۱۴ لاکھ ہے۔ (جنگ ۱۷/ جنوری ۱۹۸۸ء)

آبادی بتانے والا کلاک

اقوام متحدہ نے ایک کلاک کے ذریعے دنیا کی آبادی میں اضافے کا پتہ چلانے کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ یہ کلاک ہر منٹ میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد بتاتا ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق یہ کلاک یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل نیڈر یکٹر کے حوالے کیا گیا اور اسے یونیسکو کے ہیڈ کوارٹر میں نصب کیا گیا ہے۔ (جنگ ۱۷/ دسمبر ۸۷ء)

حشر کا گھڑیال

صدر ریگن اور روسی رہنما گورباچوف کے امن مذاکرات سے "قیامت" کچھ دیر کے لیے ٹل گئی ہے اور اس کائنات اور اس میں بسنے والوں کی عمر میں کچھ منٹ کا اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ بات شکاگو سے شائع ہونے والے ایٹمی سائنسدانوں کے بلیٹن میں بتائی گئی۔ اطلاعات کے مطابق "شکاگو یونیورسٹی" کے کیمپس میں ۱۹۴۷ء میں ایک کلاک نصب کیا گیا تھا جس کا نام "حشر کا گھڑیال" رکھا گیا۔ جوں جوں دنیا ایٹمی جنگ کی تباہی کی طرف بڑھنے لگتی وہ اس کے مطابق اسکی سوئیوں کو آگے یا پیچھے کر لیتے۔ اس کی سوئیوں میں آخری مرتبہ تبدیلی ۱۹۸۴ء میں اس وقت "قیامت" کے قریب لائی گئی تھی جب روس نے کوریا کا مسافر طیارہ تباہ کر دیا تھا اور کریبین میں امریکی فوجوں کی سرگرمیاں بڑھ گئی تھیں اور اس میں آدھی رات میں اس وقت دو منٹ رہ گئے تھے جب امریکہ اور سوویت یونین نے ۱۹۵۳ء میں تھرمو نیوکلیئر تجربات کئے۔ اس کی سوئیاں ۱۷/ دسمبر ۸۷ء کو ہلائی گئیں اور پھر آدھی رات ہونے میں تین منٹ باقی رہ گئے۔ قبل ازیں قیامت میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا۔ (جنگ ۱۴/ دسمبر ۸۷ء)

برصغیر کے قرضے

مغربی جرمنی کے ماہر اقتصادیات ڈاکٹر ڈٹلیف کے مطابق مختلف ممالک کے غیرملکی قرضے ایک ہزار ارب ڈالر سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اس طرح برصغیر کا ہر شخص ایک ہزار ڈالر کا مقروض ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۷۰ فیصد قرضے ڈالر کی شکل میں لیے گئے ہیں۔ بینکوں کو ایک آدمی سے سرمایہ لے کر دوسرے کو قرضے جاری کرنا پڑتے ہیں کیونکہ اس سے انہیں سود کی شکل میں منافع ملتا ہے۔ اور اگر قرضوں کا یہ لین دین بند ہو جائے تو عالمی بینک دیوالیہ ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ۱۰۰۰ ارب ڈالر کے تمام قرضے ایک سال کے اندر اندر واپس کر دیئے جائیں تو یہ دنیا کا سب سے بڑا معجزہ ہوگا اور اس سے بینکاری کا پورا عالمی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف ممالک قرضوں کی واپسی کے لیے انتظار کرنا پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ بعض ممالک قرضوں کا سود ادا کرنے کی بھی پوزیشن میں نہیں ہیں کیونکہ صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک کی طرف سے انہیں صنعت کو تحفظ دینے کے اقدامات سے تیسری دنیا کے ممالک کی برآمدات متاثر ہو رہی ہیں۔ اس سلسلے میں گاٹ کی پالیسیوں پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈالر کی قیمت میں عدم استحکام کے باعث اس کی جگہ ہر ملک اپنی برآمدات کے مطابق دوسری کرنسیاں استعمال کر سکتا ہے۔ (جنگ ۸/ جنوری ۸۸ء)

غریبوں کی بستی

کینیا کے دارالحکومت نیروبی میں غریبوں کی ایک ایسی وادی موجود ہے جہاں صرف غربت کا دور دورہ

ہے۔ اس کی آبادی اندازاً تین یا چار لاکھ سیاہ فام باشندوں پر مشتمل ہے۔ اس علاقے میں پندرہ سال تک رہائش پذیر رہنے والے ایک پادری نے اندھیری وادی کے بارے میں کہا ہے کہ یہاں کے لوگوں کا رہن سہن کتوں سے بھی بدتر ہے۔ یہاں کی خواتین کھانا پکانے کے لیئے قریبی شہروں کے کوڑے کے ڈھیروں سے سبزیاں چن کر لاتی ہیں۔ یہاں کھانے کی خاطر ۱۴ سال کی عمر میں لڑکیاں طوائفیں بننے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ اور جنوبی افریقہ میں بڑھتی ہوئی ایڈز کے پیش نظر ان لڑکیوں کے لیئے بھی خطرہ بڑھ گیا ہے۔ اس وادی میں نہ تو بجلی ہے اور نہ ہی پانی، ایک گیلن پانی ۱۰ سینٹ میں فروخت ہوتا ہے۔

(جنگ ۵ جنوری ۱۹۸۸ء)

سگریٹ نوشی

فی کس تمباکو نوشی کے حساب سے کویت دنیا کے "بدترین ممالک" میں شمار ہوتا ہے اور دنیا بھر میں اس کا چودھواں نمبر ہے۔ عالمی ادارۂ صحت کے مطابق کویت میں فی کس تمباکو نوشی کا حساب ۲۷۶۰ سگریٹ سالانہ ہے۔ لیبیا میں یہ شرح ۲۸۵۰ سگریٹ سالانہ ہے۔ جبکہ لبنان میں ۲۸۸۰ ہے۔ سب سے پہلا نمبر قبرص کا ہے (۴۰۵۰ سگریٹ فی کس سالانہ) جب کہ اس کے بعد کیوبا، یونان، پولینڈ، امریکہ، جاپان، ہنگری، کینیڈا، آئس لینڈ، یوگوسلاویہ، سوئٹزرلینڈ کے نمبر آتے ہیں۔ سعودی عرب میں یہ شرح ۲۱۱۰ سگریٹ فی کس سالانہ اور عراق میں ۹۸۰ ہے۔ کویت کی ۵۲ فیصد بالغ آبادی سگریٹ پیتی ہے جن میں ۱۲ فیصد خواتین ہیں۔ افریقہ میں ۷۱ء اور ۸۱ء کے دوران تمباکو نوشی میں ۷۷ فیصد اضافہ ہوا جب کہ ایشیا میں اس عرصہ کے دوران ۳۰ فیصد اضافہ ہوا۔

(جنگ ۱۱ جنوری ۱۹۸۸ء)

علاج

امریکہ میں پہلی مرتبہ انسانی آنکھ میں پلاسٹک کورنیا (پیوند کاری کرکے مریض) کو دیکھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔ یہ مصنوعی کورنیا اس مریض کو ۹ جنوری کو لگایا گیا۔ اس مصنوعی کورنیا کے کامیاب تجربے کے بعد اب ہزاروں لوگ جو حقیقی انسانی کورنیا حاصل نہیں کر سکتے ایسے مصنوعی کورنیا کی مدد دیکھ سکیں گے۔

(جنگ ۱۷ جنوری ۱۹۸۸ء)

چین میں ایک ڈاکٹر نے کمر کے امراض کے علاج کے لیئے ایک معجزانی انجکشن تیار کیا ہے جس کے استعمال سے ایک ۷۲ سالہ بوڑھا جو کمر کے مختلف امراض کی وجہ سے گزشتہ تین برس سے مسلسل بستر پر لیٹا ہوا تھا، اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ چین میں کمر کے ایسے امراض کاشتکاروں اور دیگر بوڑھے افراد میں بہت عام ہیں۔

(جنگ ۱۵ جنوری ۱۹۸۸ء)

جانوروں کے متعلق حیرت انگیز حقائق

(مرسلہ: محترمہ شمائل ظفر عظمت صاحبہ - لاہور)

- چیونٹیوں کے پانچ ناک ہوتے ہیں۔
- جنوبی امریکہ میں ایک ایسی مچھلی پائی جاتی ہے جو بیک وقت پانی کے نیچے اور اوپر درستگی سے دیکھ سکتی ہے۔
- ایک مکڑی اگر پوری دنیا کے گرد جالا بُنے تو اس جالے کا وزن صرف چھ اونس ہوگا۔ پوری دنیا میں مکڑیاں جتنے کیڑے مکوڑے ایک سال میں کھاتی ہیں اُن کا مجموعی وزن دنیا کی مکمل آبادی کے برابر ہے۔
- پیرس میں کتّوں کے لیئے "فلش سسٹم بیت الخلاء" ہیں۔
- چیمپینزی ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر بھرپور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔
- پیٹ کے کیڑوں کی ایک قسم ایسی ہے جو بلیس سال تک پیٹ میں زندہ رہتا ہے۔ اس دوران وہ کئی ملین انڈے دیتا ہے۔
- جاپان کے شہر ٹوبا میں بیمار مچھلیوں کا ہسپتال ہے۔
- سانپ بہرے ہوتے ہیں۔ سپیرے انہیں اپنی حرکات سے مسحور کر لیتے ہیں۔ بین صرف دکھاوا ہوتی ہے۔
- ریشم کا نر اپنی مادہ کی خوشبو کو کئی میل دُور سے بھی محسوس کر لیتا ہے۔
- صرف کیوی واحد پرندہ ہے جو سونگھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
- کیڑے مکوڑے کھانے والا عقاب ایک میل دُور سے بھی مکھی کو دیکھ لیتا ہے۔
- شارک مچھلی کے دانت مسلسل بڑھتے جاتے ہیں اور پرانے گرتے جاتے ہیں۔ ایک دس سالہ شارک چوبیس ہزار سے زائد شدہ دانت نکال چکی ہوتی ہے۔
- سب سے طاقتور مچھلی "جائنٹ رے" ہے۔ یہ مچھلی بارہ سے پندرہ فٹ لمبی ہوتی ہے۔ ہوا میں بڑی لمبی جست لگا سکتی ہے۔ جست لگا کر جب سمندر میں گرتی ہے تو چاروں طرف فوارے کی شکل میں پانی اچھل پڑتا ہے۔ اس کی لمبی دُم کے شروع میں ایک ڈنک ہوتا ہے جو بہت طاقتور اور مضبوط ہوتا ہے۔
- جب زرافہ پانی پینے کے لیئے گردن کو نیچے کرتا تو اس وقت اس کے سر کی طرف اور سر سے خون کی گردش جاری رکھنے کے لیئے گردن میں خصوصی والو کام کرتے ہیں۔
- چیتے کی رفتار دو سیکنڈ میں صفر سے چالیس میل فی گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے۔
- بھوٹان کے پہاڑوں میں سخت زہریلے بچھو پائے جاتے ہیں۔ اگر یہ کسی ہاتھی کو ڈنک ماردیں تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ جب وہ پتھر میں ڈنک مارے

تو پھر سنکھیا بن جاتا ہے۔

- اگر خرگوش کو بیماری اور دشمن کے حملوں سے بچایا جائے تو صرف تین سال میں اس کی آبادی ساڑھے تین ملین تک جا پہنچے۔
- امریکہ کے سمندروں میں ایک ایسی مچھلی رہتی ہے جس کا نام فلڈ ونڈر ہے۔ اس مچھلی کا رنگ پانی میں اُگنے والی نباتات سے ملتا جلتا ہے۔ شکار کے وقت یہ بالکل ساکت ہو کر بیٹھ جاتی ہے۔ چھوٹی مچھلی اسے نباتات سمجھ کر اس کے نزدیک آتی ہے تو فلڈ ونڈر آن کی آن میں اسے ہڑپ کر جاتی ہے۔
- جنگلی چوہا زمین سے فضا میں بیس فٹ اوپر تک چھلانگ لگا سکتا ہے۔
- ایل مچھلی میں سونگھنے کی صلاحیت کتے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔
- اڑھائی فٹ قد کے گوالا ریچھ میں آٹھ فٹ لمبی اپنڈکس ہوتی ہے۔
- جھینگروں کے کان ان کی اگلی ٹانگوں پر ہوتے ہیں۔
- شارک مچھلی ایک ارب حصہ پانی میں ایک حصہ خون کی موجودگی کو بھی معلوم کر لیتی ہے۔
- عقاب ایک گھنٹے میں ۱۳۵ میل اُڑ سکتا ہے۔
- دنیا میں سب سے زیادہ بندر اور اژدہے ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔
- مور ایسا پرندہ ہے جو سانپ بڑے شوق سے کھاتا ہے۔
- چڑیا کا دل ایک منٹ میں ۵۰۰ بار دھڑکتا ہے۔
- پرندوں میں سب سے زیادہ عمر گدھ کی ہوتی ہے اس کی عمر ۱۰۰ سے ۲۵۰ سال تک ہوتی ہے۔
- ایک مچھر کی عمر زیادہ سے زیادہ ۱۲ دن ہوتی ہے۔
- ایک اندازے کے مطابق سانپ دو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے۔
- کنگرو کا قد مرتے وقت تک بڑھتا رہتا ہے۔
- ½ کلو شہد بنانے کے لیئے ۳۷ ہزار مکھیاں اپنے چھتے سے پھولوں تک چکر لگاتی ہیں۔
- بندروں کی سب سے زیادہ عقلمند نسل چمپینزی ہے۔
- گینڈے کے سینگ بالوں سے بنے ہوتے ہیں۔
- مچھر کے بائیس دانت ہوتے ہیں۔
- مکڑی کی آٹھ آنکھیں ہوتی ہیں۔
- کاکروچ کے خون کا رنگ سفید ہوتا ہے۔
- دنیا کا سب سے چھوٹا جانور وائرس ہے۔
- شکرا ایک ایسا پرندہ ہے جو ہوا میں ساکت رہ سکتا ہے۔
- کیکڑے کے دانت اس کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔
- مچھلی کے جسم میں بکری، گائے، بھینس وغیرہ کے مقابلے میں زیادہ معدنیات ہوتی ہیں۔
- کتے کی سونگھنے کی حس کو ہموری ریپشن کہتے ہیں۔ کتے کے اعصابی ریشے جو ناک سے دماغ تک جاتے ہیں اتنے حساس ہوتے ہیں کہ یہ انسان کی سونگھنے کی حس سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔
- جزیرہ بورنیو میں ایک ایسا پرندہ پایا جاتا ہے جس کا قد چوہے جتنا ہوتا ہے۔ قد کی لمبائی ۸ انچ اور اونچائی ۱۰ انچ ہوتی ہے۔ باقی سب اعضا ہرن جیسے ہوتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۳۵ پر)

اخبارِ مجالس

آگے قدم بڑھائے جا

اجتماعات

گھانا مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کا دسواں سالانہ اجتماع ۱۸، ۱۹ ستمبر ۱۹۸۷ء کو بمقام ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی منعقد ہوا جس میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ محترم محمود احمد صاحب شاہد بھی شریک ہوئے۔ نیز اشانٹی ریجنل منسٹر کرنل ای ایم اوسائی اور امیر و مشنری انچارج گھانا مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب نے بھی شرکت کی۔ اجتماع میں مختلف تربیتی، تعلیمی اور ورزشی مقابلہ جات کا اہتمام کیا گیا۔

اس موقع پر نیشنل قائد مجلس گھانا مسٹر یوسف اگیارے نے صدر محترم کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا اور ان کی گھانا میں آمد پر انتہائی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ انہوں نے خدام کی طرف سے نئے ولولہ اور جوش کے ساتھ کام کرنے کی خواہش بیان کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی ـــــ اس کے جواب میں صدر محترم نے خدام الاحمدیہ گھانا کی تنظیم اور کوششوں کو سراہا اور اپنی تنظیم کو مرکزی ڈھانچہ کے مطابق بنانے کی طرف توجہ دلائی۔

جرمنی مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کا پانچواں سالانہ اجتماع ۱۹، ۲۰ ستمبر ۱۹۸۷ء کو ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد ہوا۔ جس میں ۵۰ مجالس کے ۱۳۷۵ خدام شریک ہوئے۔ جس میں پاکستانی خدام کے علاوہ جرمن، عرب، ترک اور افریقن خدام شامل تھے۔ اجتماع کے لیے حضور انور نے اپنا بصیرت افروز پیغام بھی روانہ فرمایا تھا۔

اجتماع میں روحانی اور تربیتی پروگراموں کے علاوہ علمی اور ورزشی مقابلے ہوئے۔ دو بھائیوں نے کراٹے کا دلچسپ مظاہرہ بھی کیا۔ مجلس سوال و جواب میں مربیانِ سلسلہ نے خدام کے سوالوں کے جواب دیئے۔ تقریری مقابلہ اردو اور جرمن میں منعقد ہوا۔ افتتاح مکرم عطاء اللہ کلیم صاحب مشنری انچارج نے کیا تھا اور اختتامی خطاب مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جرمنی نے فرمایا۔ خدام کے ساتھ اطفال کا اجتماع الگ منعقد ہوا۔

سیرالیون مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کا چوتھا سالانہ اجتماع ۶، ۷ نومبر ۱۹۸۷ء کو احمدیہ سیکنڈری سکول بو کے احاطہ میں منعقد ہوا۔ امسال ۲۷ مجالس کے ۵۵۰ خدام شریک ہوئے جبکہ گزشتہ سال ۷۰ مجالس کے ۵۰۰ خدام شامل ہوئے تھے۔ امسال مالی قربانی کا معیار بھی گزشتہ سال سے بڑھ کر تھا اور ایک نیا ریکارڈ قائم ہوا۔ اجتماع کے لیے

حضور نے محبت بھرا اسلام اور دعاؤں کا تحفہ بھی بھجوایا تھا۔

اجتماع کے موقع پر علمی اور ورزشی مقابلے ہوئے۔ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ قائدین مجالس کی میٹنگ ہوئی اور اہم امور زیرِ غور آئے۔ افتتاحی اور اختتامی خطاب مکرم خلیل احمد صاحب مبشر امیر سیرالیون نے ارشاد فرمائے۔

علاقہ سکھر ۲۴، ۲۵ر اکتوبر کو رحمان آباد باندھی میں اجتماع ہوا۔ جس میں اضلاع نوابشاہ، خیرپور، سکھر، شکارپور، جیکب آباد اور لاڑکانہ کی ۴۴ مجالس کے ۳۷۵ خدام و اطفال نے شرکت کی۔

عام اجلاسات

- چک ۴۶ شمالی سرگودھا کا اجلاس عام۔ ۶ر دسمبر ۱۹۸۷ء۔ حاضری ۱۱ خدام۔ اجلاس عام ۲۸ر دسمبر ۸۷ء۔ حاضری ۱۴ خدام۔ اجلاس عام ۱۶ر نومبر ۸۷ء۔ حاضری ۱۲ خدام ۲ر اطفال۔
- قیادت ضلع لاہور کے تحت دارالذکر لاہور میں ۲۵ر دسمبر ۸۷ء ایک خصوصی اجلاس ہوا جس میں امیر صاحب جماعت احمدیہ انگلستان مکرم آفتاب احمد خان صاحب مہمان خصوصی تھے۔ آپ نے اپنے خطاب میں جماعتِ انگلستان کی تاریخ اور حضور کی شب و روز کی مصروفیات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ حضور کی محفلوں اور دعاؤں کے نتیجہ میں جماعتی ترقیات کا یہ تذکرہ بہت ہی پُرلطف اور دلنشیں تھا۔ اجلاس کی صدارت امیر جماعت احمدیہ لاہور مکرم حمید نصر اللہ خان صاحب نے فرمائی۔

وقارِ عمل

- چک ۴۶ شمالی سرگودھا۔ ۱۱ر دسمبر ۸۷ء کو قبرستان میں وقارِ عمل ۵ خدام کی شرکت۔ ۱۸ر دسمبر کو بیت الذکر میں وقارِ عمل۔ ۶ خدام اور ۳ر اطفال شریک ہوئے۔
- چک ۱/۶۳ منشی والا ضلع شیخوپورہ ۶ر نومبر ۸۷ء۔

دُعائے مغفرت

محترم ملک فضل دین صاحب سابق کارکن مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اہلیہ محترمہ رحمت الٰہی صاحبہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں چند دن علیل رہنے کے بعد مؤرخہ ۳/۲/۸۸ کو بعمر ۶۶ سال وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں مؤرخہ ۴/۲/۸۸ کو بعد نماز مغرب بیت المہدی گولبازار ربوہ میں محترم چوہدری صلاح الدین صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر محترم عبداللطیف خان صاحب صدر محلہ دارالعلوم وسطی نے دعا کروائی۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں جو سب خدا کے فضل سے صاحبِ اولاد ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

(مبارک احمد خالد مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان ربوہ)

قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ وہ اپنی مجلس میں ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ کا تقرر ضرور کریں۔

مہتمم اشاعت

دُعائے مغفرت

برادرم مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اکاؤنٹنٹ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و صدر محلہ دارالعلوم جنوبی ربوہ کی والدہ محترمہ حاکم بی بی صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری فضل قادر صاحب مرحوم اٹھوال۔ گوٹھ رحمت آباد ضلع تھرپارکر میں چند دن علیل رہنے کے بعد بعمر ۸۲ سال بقضائے الٰہی ۲۵ر جنوری ۱۹۸۸ء صبح نو بجے وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اُن کا جنازہ اُن کے بچے ربوہ لائے۔ نماز جنازہ مورخہ ۲۷ر جنوری ۸۸ء بعد از نماز عصر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المبارک میں پڑھائی۔ قبر تیار ہونے پر محترم حافظ مظفر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے دعا کرائی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے مکرم چوہدری نعمت علی صاحب، مکرم چوہدری محمد رفیق صاحب گوٹھ رحمت آباد P/O محمد آباد ضلع تھرپارکر اور مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اکاؤنٹنٹ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے علاوہ چار لڑکیاں چھوڑی ہیں جو سب خدا کے فضل سے صاحبِ اولاد ہیں۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(مبارک احمد خالد مینجر ماہنامہ خالد۔ تشحیذ۔ ربوہ)

خریداران کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنا چندہ خریداری بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ (مینجر)

آخری صفحہ

رُوحانی سردار بنائیں

امام جماعتِ احمدیہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

"(دینِ حق) ہم سے تقاضے کرتا ہے سید پیدا کرنے کے، سردار پیدا کرنے کے، امام پیدا کرنے کے اور ہم مقتدی پیدا کرکے سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی ذمہ داریاں ادا کردیں۔

جب جنگِ عظیم اوّل ہوئی تو عالمی طاقتوں نے یہ غور کیا کہ جرمنی کے متعلق ایسی کارروائیاں کرنی چاہئیں کہ وہ پھر کبھی اُٹھ ہی نہ سکے اور اس کو پھر کبھی یہ خیال نہ آسکے کہ میں بھی دنیا میں کوئی فوجی کردار ادا کرسکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے جو بہت سے اقدامات کیے اُن میں ایک اقدام یہ بھی تھا کہ ان پر پابندی لگ گئی کہ غالباً ایک لاکھ (یا اس کے لگ بھگ) سے زیادہ فوج نہیں رکھ سکو گے اور نہ ہی تم اس سے زیادہ آدمیوں کو فوجی ٹریننگ دے سکتے ہو۔ انکا خیال تھا کہ جنگیں ایک دم تو نہیں شروع ہوجاتیں جس قوم کی فوج صرف ایک لاکھ ہو یورپ جیسے ترقی یافتہ علاقے میں اُن سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ اور بھی بعض ذرائع اختیار کیے لیکن اُدھر ہٹلر کو ایک بہت ہی قابل جرنیل نے مشورہ دیا کہ اس مسئلہ کو حل کرنا تو بہت ہی آسان ہے۔ ہم ایک لاکھ سپاہی پیدا کرنے کی بجائے ایک لاکھ افسر تیار کرتے ہیں جہاں تک تعداد کا تعلق ہے ان کو کیا پتہ لگے گا کہ عملاً اس تعداد میں پھیلنے کی غیر معمولی طاقت آگئی ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ مجھے اجازت دی جائے میں بجائے سپاہی کی ٹریننگ کے فوجی تربیت کا ایسا منصوبہ تیار کرتا ہوں کہ ہم سپاہی تیار کرنے کی بجائے افسر تیار کریں ایسا افسر جو انسٹرکٹر بننے کا اہل ہو۔ چنانچہ انہوں نے سپاہی بنانے کی بجائے ایک لاکھ انسٹرکٹر تیار کردیئے۔ دوسری ترکیب انہوں نے یہ کی کہ ان کو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد چھٹی دینی شروع کردی۔ دس ہزار آج نکال دیئے جو تربیت یافتہ تھے اور ان کی بجائے دس ہزار اور بھرتی کرلیے۔ دس ہزار کل نکال دیئے اور انکی جگہ دس ہزار اور بھرتی کرلیے جہاں جہاں وہ فارغ شدہ فوجی افسر گئے انکو تعلیمی اداروں میں مقرر کیا اور کہا کہ اب تم طلباء کو تیار کرو۔ چنانچہ چند سال کے اندر اندر اتنی عظیم الشان فوجی طاقت معرضِ وجود میں آگئی کہ جب چرچل نے توجہ دلائی (پہلا شخص یورپ میں چرچل تھا جس نے اس خطرہ کو بھانپا) تو اس نے بھی ان الفاظ میں توجہ دلائی کہ میں الارم کی گھنٹی تو بجا رہا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ میں بھی لیٹ ہوچکا ہوں، اب ہمارا اختیار ہی کوئی نہیں رہا۔ اب غور یہ کرنا ہے کہ جو کچھ نقصان ہوچکا ہے اس کی تلافی کیسے کی جائے۔ نقصان بہرحال ہوچکا ہے۔ جو کچھ جرمنی نے کرنا تھا کرلیا ہے۔ اب سارے اتحادیوں کی اجتماعی طاقت بھی اکیلے جرمنی کے برابر نہیں ہے۔ ......

آج دنیا کی سیادت آپکے سپرد ہے اور جب تک آپ خود سیّد نہیں بنیں گے تو دنیا کی سیادت کیسے کریں گے؟ کیسے نئے آنے والوں کو سردار بناسکیں گے۔ اس لیے بہت ہی ضروری ہے کہ ہم اپنے FOLLOW-UP (یعنی بعد میں آنے والوں کی تربیت میں ایسا پروگرام شامل کریں کہ جس کے نتیجہ میں ہر احمدی کو کم سے کم سیادت کی تعلیم دی جائے یعنی کم از کم ایسی سیادت جس کے بغیر... تصویر مکمل نہیں ہوتی۔"

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ نومبر ۱۹۸۷ء)

Monthly **KHALID** RABWAH

Regd. No. L5830

FEBRUARY 1988